فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ نافعہ براہین قاطعہ مسمّٰی بہ

الحقُّ الصَّرِیح

مع

جماعۃ التہجد والتراویح

از افادات قلم

فقیہ باکمال محقق بے مثال حضرت مولٰنا المولوی المفتی الحافظ ابو الطاہر ظہور احمد صاحب

بہاری دربھنگوی سنی حنفی نقشبندی مجددی سابق صدر المدرسین مدرسہ رضانیہ مدرس سوتیہ عالیہ کلکتہ

حسب فرمایش

خیرخواہ اسلام و مسلمین حامی السنۃ والآثار عالیجناب احمد عبد الستار (میمن) سلمہ الغفار

بماہ ذوالقعدہ ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ جون ۱۹۲۴ء عیسوی

در مطبع محمدی واقع نمبر ۲/۲ اسمٰعیل مدن لین ... کلکتہ طبع شد

قیمت تین آنے (۳؍) علاوہ محصول ڈاک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۲۵	وکتاب الصلوٰۃ ص۶۶۸۸	وکتاب الصلوٰۃ ص۶۶۸
۱۳	۱	جواب سوال سوم مین ابھی گذرچکی ہین- تداعی	جواب سوال سوم مین ابھی گذرچکی ہین اور صفحہ ۱۵ سطر ۸-۹ مین بحوالہ بحرالرائق وسطر ۱۱-۱۲ مین بحوالہ ردالمحتار عنقریب آئینگی- تداعی
"	۱۱	ومنتخب جامعُ الاصول	ومنتخب جامعِ الاصول
"	۱۶	مغرب مین ہے والتداعی ان یدعوا	اورکتاب المغرب فی ترتیب المعرب مین ہے والتداعی ان یدعو
"	۱۷	بعضا وقد تداع الشیٔ	بعضا وقد تداعوا الشیٔ
"	۲۰	یکرہ اتعاقا	یکرہ اتفاقا
"	۲۲	ھوان یدعوا	ھوان یدعو
۱۵	۷	(وتر غیر رمضان باجماعت الخ)	(نماز وتر، ماہ رمضان کے سوا الخ)
۱۶	۲	بحرالرائق	بحرالرائق

فہرست اسمائے کتب الخ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
ج	۳	۱۰	المعروف بہ ابن حجر	المعروف بابن حجر
"	"	۱۶	المعروف بہ ابن الہمام	المعروف بابن الہمام
د	"	۳	معروف بہ علامہ شامی	المعروف بالعلامۃ الشامی
"	"	۵	"	"

L7152

اِعتذار

یہ کیونکر ممکن تھا کہ آجکل کے معزز رسائل وکتب جبکہ باوجود اہتمام شدید وانتظام معقول کے غلطیون سے محفوظ نہین رہتین تو یہ رسالہ، غلطیون سے کیونکر مستثنےٰ ہوسکتا تھا۔ اس قسم کی غلطیان تو اس رسالہ مین اکثر ہین کہ مثلاً کسی سطر کے آخر مین نام یا مبدل منہ یا موصوف یا مضاف ہے تو دوسری سطر کی ابتدا مین لقب یا بدل یا صفت یا مضاف الیہ۔ لیکن بخوف طوالت، ان غلطیون اور انکی امثال کو نقشۂ ذیل مین ذکر نہین کیا گیا۔ ان کے علاوہ، دیگر غلطیون کا بقدرِ امکان، احاطہ کرکے نقشۂ ذیل مین ذکر کردیا گیا ہے۔ اِلّا ما شاءَ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ۔

امید کہ ناظرینِ کرام، اس رسالہ (استفتا مع جواب) کے مطالعہ کے قبل قبل، نقشۂ مندرجۂ ذیل کے مطابق اس رسالہ کی تصحیح فرمالین، تب رسالہ ملاحظہ فرمائین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۶	مذکورہ مندرجہ صفحہ اول	مذکورہ مندرجہ صفحہ ماقبل
″	۱۵	وفی الشریعہ زیادہ	وفی الشریعۃ زیادۃ
۳	۲۱	قومو	قوموا
۸	۲۱-۲۲	اور اگر تنہا پڑھی تو جماعت او فضیلت دونون ہی سے محروم رہے۔	اور اگر تنہا پڑھی تو مسجد وجماعت دونون ہی کی فضیلتون سے محروم رہے۔
۹	۱۳	مایحصّل	مایحصل
۱۲	۵	وبلا منعۃ	وبلا منعۃ
″	۶	والافضل ومندوب فان کانت الترک اولیٰ	والافضل ومندوب وان کان الترک اولیٰ
″	۱۰	مع الفرض	مع الفرض
″	۱۱	کہ کبھی خلاف اولیٰ	کہ خلاف اولیٰ
″	۱۲	کیونکہ خلافِ اولیٰ فی دلیلہ الخ	کیونکہ خلافِ اولیٰ، کبھی فی دلیلہ فان کان نہیا ظنیا یحکم بکراھۃ التحریم الا لصارف للنہی عن التحریم الی الندب فان لم یکن الدلیل نہیا بل کان مفیدا للترک الغیر الجازم فہی تنزیہیۃ اھ انتہی

۲۱	درمختار شرح تنویر الابصار	فقہ حنفی	للشیخ علاء الدین محمد بن علی الحصنی الاثری المعروف بالحصکفی الحنفی رح	استنبول سنہ ۱۲۹۲ھ
۲۲	رد المحتار حاشیہ درمختار معروف بہ شامی	ایضاً	للعلامۃ السید محمد امین المکی بابن عابدین الحنفی معروف بہ علامہ شامی	مطبوعہ استنبول سنہ ۱۲۹۲ھ
۲۳	بحر الرائق شرح کنز الدقائق	ایضاً	للشیخ زین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم الحنفی رح	میمنہ مصر سنہ ۱۳۱۱ھ
۲۴	منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق	ایضاً	للعلامۃ ابن عابدین الحنفی معروف بہ علامہ شامی	میمنہ مصر سنہ ۱۳۱۱ھ
۲۵	جامع الرموز شرح مختصر الوقایہ	ایضاً	للعلامۃ شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی الحنفی رح	نولکشور سنہ ۱۲۹۰ء
۲۶	غنیۃ المصلی شرح منیۃ المصلی الکبیر	ایضاً	للعلامۃ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی الحنفی رح	فخر المطابع لکھنؤ سنہ ۱۳۲۲ھ
۲۷	ارکان اربعہ	ایضاً	لمولٰنا ابی العیاش عبد العلی بحر العلوم الکھنوی الحنفی رح	سعیدی کلکتہ
۲۸	ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ	من فنون شتی	للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی رح	مجتبائی دہلی سنہ ۱۲۹۰ء
۲۹	قاموس	لغت عربی	للشیخ العلامۃ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی رح	نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۲۹۵ھ
۳۰	اقرب الموارد فی فصح العربیۃ والشوارد	ایضاً	للعلامۃ الشیخ سعید الخوری الشرتونی اللبنانی رح	مرسلی الیسوعیۃ بیروت سنہ ۱۸۸۹ء
۳۱	نہایہ	لغت حدیث	للامام مجد الدین ابی السعادات المبارک بن ابی الکرم محمد ابن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری رح	عثمانیہ مصر سنہ ۱۳۱۱ھ
۳۲	الدر النثیر	ایضاً	للعلامۃ جلال الدین ابی الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رح	عثمانیہ مصر سنہ ۱۳۱۱ھ
۳۳	مجمع البحار	لغت حدیث	للعلامۃ الشیخ محمد طاہر المحدث رح	نولکشور
۳۴	المغرب فی ترتیب المعرب	لغت فقہ	للامام ابی الفتح ناصر بن عبد السید بن علی المطرزی الخوارزمی الفقیہ الحنفی رح	دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۲۲ھ

ابو الطاہر ظہور احمد کان اللہ تعالیٰ لہ

فہرست اسمائے کتب جن کا ذکر و حوالہ جواباتِ استفتا میں ہے

۱	کتاب اللہ القرآن الحکیم			
۲	کتاب الناسخ والمنسوخ		للعلامۃ الشیخ ابی جعفر النحاس احمد بن محمد رح	مطبوعہ سعادۃ مصر ۱۳۲۳ھ
۳	جامع البیان فی تفسیر القرآن	تفسیر	لامیر المومنین فی التفسیر الامام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری رح	میمنہ مصر ۱۳۲۱ھ
۴	مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر	ایضاً	للامام فخر الدین ابی عبد اللہ محمد بن عمر الرازی رح	عامرہ مصر ۱۳۰۸ھ
۵	صحیح بخاری	حدیث	لامیر المومنین فی الحدیث ابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رح	احمدی میرٹھ ۱۲۸۳ھ
۶	صحیح مسلم	ایضاً	للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری رح	انصاری دہلی ۱۳۰۹ھ
۷	مسند امام احمد	ایضاً	للمجتہد فی الدین الامام ابی عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المروزی رح	میمنہ مصر ۱۳۱۳ھ
۸	مشکوٰۃ المصابیح	ایضاً	للشیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری التبریزی رح	مجتبائی - دہلی ۱۳۱۰ھ
۹	شرح معانی الآثار	ایضاً	للامام ابی جعفر الطحاوی الحنفی رح	مصطفائی - کانپور ۱۳۰۰ھ
۱۰	عمدۃ القاری معروف بہ عینی شرح صحیح بخاری	ایضاً	للعلامۃ بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد العینی الحنفی رح	استنبول ۱۳۰۸ھ
۱۱	فتح الباری شرح صحیح بخاری	ایضاً	لقاضی القضاۃ الحافظ شہاب الدین ابی الفضل احمد بن علی المعروف بابن حجر العسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔	خیریہ - مصر ۱۳۱۹ھ
۱۲	شرح صحیح مسلم معروف بہ نووی	ایضاً	للامام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رح	انصاری - دہلی ۱۳۰۹ھ
۱۳	کشف الاسرار شرح اصول الامام فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی الحنفی رح	اصول فقہ	للعلامۃ الشیخ عبد العزیز بن احمد البخاری الحنفی رح	استنبول ۱۳۰۸ھ
۱۴	التوضیح شرح التنقیح (کلاہما)	ایضاً	للامام صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود الحنفی رح	نولکشور کانپور ۱۸۹۵ء
۱۵	ہدایہ شرح بدایۃ المبتدی	فقہ حنفی	لشیخ الاسلام برہان الدین ابی الحسن علی بن عبد الجلیل المرغینانی الحنفی رح	مجتبائی دہلی ۱۳۲۵ھ
۱۶	فتح القدیر شرح ہدایہ	ایضاً	للعلامۃ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام السکندری الحنفی رح	میمنہ مصر ۱۳۱۹ھ
۱۷	الجوہرۃ النیرہ - شرح مختصر القدوری للامام الشیخ ابی الحسن القدوری الحنفی رح	ایضاً	للعلامۃ ابی بکر بن محمد الحدادی العبادی الیمنی الحنفی رح	خیریہ مصر ۱۳۲۲ھ
۱۸	الفتاوی البزازیۃ المسماۃ بالجامع الوجیز	ایضاً	للشیخ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن البزاز الکردری الحنفی رح	بولاق - مصر ۱۳۱۰
۱۹	الفتاوی الہندیہ معروف بہ فتاوی عالمگیریہ	ایضاً	لجماعۃ من العلماء الکرام بامر السلطان محی الدین ابی المظفر اورنگ زیب عالمگیر رح	میمنہ مصر ۱۳۲۳ھ
۲۰	الفتاوی الحمادیہ	ایضاً	للشیخ ابی الفتح رکن بن حسام الناگوری المفتی الحنفی رح	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد خاتم النبیین المزمل الذی کان یقوم باللیل حتی ترم قدماہ فقیل لہ لم تصنع ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ قال افلا اکون عبدا شکورا وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد اتفاق سے عشرۂ اخیرۂ ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ رواں میں میرا کلکتہ آنا ہوا تو بعض مسلمانانِ کلکتہ استفتائے مذکورہ مندرجہ صفحہ اول کو میرے سامنے پیش کر کے جواب کے خواستگار ہوئے اور باوجودیکہ مین نے دیگر مشاہیر علمائے کرام کے متعلق عرض کیا کہ اُن حضرات سے جواب طلب کیا جائے کہ وہ حضرات اسکے اہل ہین۔ لیکن مستفتیون کا اصرار اِس درجہ پہونچا کہ یہ شکستہ تحریر باوجود اپنی کم مایگی کے پیش کرنی پڑی۔ واللہ الموفق للحق والصواب وھو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

جواب سوال اول

نفل[۱] لغت مین زیادتی کو کہتے ہین اور شرع شریف مین اُس عبادت کی زیادتی کو کہتے ہین جو ہم لوگون کے فائدہ کیلئے مشروع ہوئی۔ اِس بنا پر سنن موکدات، مستحبات، مندوبات، تطوعات سب ہی نوافل مین داخل ہین۔ یہانتک کہ واجب بھی۔ اِسی لئے کتب فقہ مین موجود ہے کہ ہر سنت نفل ہے۔ لیکن ہر نفل، سنت نہین کیونکہ بعض نفل واجب ہے۔ جیسے وتر وعیدین۔

---

[۱] شامی حاشیہ درمختار باب الوتر والنوافل ص ۶۹۳ ج ۱ مین ہے۔ والنفل فی اللغۃ الزیادۃ وفی الشریعۃ زیادۃ عبادۃ شرعت لنا لا علینا۔ اور درمختار مین ہے۔ کل سنۃ نافلۃ ولا عکس ۱۲

باسمہٖ تعالیٰ

حامدًا مصلیًا مسلمًا

استفتا

کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل مین :-

سوال اوّل نفل و تطوع کے کیا معنے ہین ؟ نماز تراویح - وتر رمضان - و نماز کسوف - و استسقا کے سوا دیگر نماز نفل و تطوع باجماعت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یا نہین ؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل مذکورہ کے علاوہ دیگر نماز نفل کے باجماعت پڑھنے سے کبھی بھی منع فرمایا ہے یا نہین ؟

سوال دوم - کتب حدیث و فقہ مین قیام لیل و صلوٰۃ لیل کا لفظ آیا ہے اسکی کیا حقیقت ہے ؟ اور نماز تہجد، تراویح، و وتر رمضان کی کیا تفصیل ہے ؟ اور قیام رمضان سے کیا مراد ہے ؟

سوال سوم - نماز وتر ماہ رمضان کے سوا دیگر ماہ مین اگر باجماعت پڑھی جائے تو ناجائز ہوگی یا جائز؟ بکراہت یا بلاکراہت اور کراہت تحریمی ہوگی یا تنزیہی ؟

سوال چہارم - کتب فقہ کا یہ مسئلہ مشہور ہے کہ "نماز نفل و تطوع باجماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے" پس کراہت و تداعی کے کیا معنی ہین ؟ اور نماز نوافل مذکورہ سوال اول کے سوا دیگر نماز نفل و تطوع باجماعت، کے مکروہ ہونیکی تقدیر پر، مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی ؟

سوال پنجم - نوافل مندرجہ مذکورہ سوال اول کے علاوہ نماز تہجد کی جماعت بلا اذان و اقامت اگر مسنون و مستحب و افضل نہو تو اس سے اسکی جماعت کا مکروہ ہونا لازم آیا یا نہین ؟ اور اگر کوئی آدمی سال بھر نہین بلکہ صرف بماہ رمضان المبارک، بلا تداعی، جماعت کے ساتھ نماز تہجد پڑھے - تو اس جماعت تہجد کا کیا حکم ہے ؟ - بیّنوا بالکتاب - توجروا -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکبّر فقمنا فصففنا فصلی رکعتین ثم سلم الحدیث اس کی شرح میں عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۳۴۵ میں ہے قولہ وابو بکر لم یذکر جمہور الرواۃ عن ابن شہاب غیرہ حتی ان فی روایۃ الاوزاعی فاستاذنا فاذنت لہما لکن فی روایۃ ابی اویس ومعہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وفی روایۃ مسلم من طریق انس عن عتبان" فاتانی ومن شاء اللہ من اصحابہ" وفی روایۃ الطبرانی من وجہ اٰخر عن انس" فی نفر من اصحابہ" فان قلت ما التوفیق بین ہٰذہ الروایات قلت ہو ان ابا بکر کان معہ فی ابتداء توجہہ ثم عند الدخول او قبلہ بقلیل اجتمع عمر وغیرہ من الصحابہ فدخلوا معہ انتہی کذا فی فتح الباری جلد اول ۳۵۱ -

پس طبرانی کی روایت میں فی نفر من اصحابہ کا لفظ ہے اور نفر کا اطلاق لغت عرب میں تین مرد سے دس مرد تک ہوتا ہے - قاموس جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں ہے - النفر بالتحریک الناس کلہم وما دون العشرۃ من الرجال - اقرب الموارد صفحہ ۳۲۷ میں ہے - النفر محرکۃ الناس کلہم ومن ثلثۃ الی عشرۃ وقیل الی سبعۃ من الرجال - مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۳۷۹ میں ہے - وہو اسم جمع یقع علی جماعۃ من الرجال خاصۃ من ثلثۃ الی عشرۃ ولا واحد لہ من لفظہ کذا فی النہایہ جلد ۴ صفحہ ۱۶۲ والدر النثیر علی ہامشہ صفحہ ۱۶۳ - المغرب فی ترتیب المعرب جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں ہے والنفر بفتحتین من الثلثۃ الی العشرۃ من الرجال -

الغرض توفیق بین الروایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے وغیرہ دیگر صحابہ کرام تھے جنکا نام حدیث میں مذکور نہیں ہے -

اسی طرح کبھی ایسا ہوا کہ آپ نے تنہا نماز نفل شروع کی اور بعض بعض صحابی خود بخود مقتدی بنگئے جیسا کہ حضرت ابن مسعود وابن عباس وحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں سے بظاہر مفہوم ہوتا ہے لیکن آپ نے بعد فراغت نماز انھیں نماز نفل باجماعت پڑھنے سے منع نہیں فرمایا - اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ جب نماز نفل کو کھڑے ہوئے تو خود آپ نے صحابہ کرام کو اپنے ساتھ اقتدا کرنیکی دعوت دی چنانچہ ملیکہ[۵۱] والی روایت میں جو حضرت انس بن مالک سے مروی ہے اُس میں فَقَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّیَ بِکُمْ کا لفظ صحیحین[۵۳] میں اور اُن کی ماں اُم سلیم اور اُن کی خالہ اُم حرام والی روایت میں فَقَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّیَ بِکُمْ فِیْ غَیْرِ وَقْتِ صَلٰوۃٍ فَصَلّٰی بِنَا کا لفظ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۳۴ میں موجود ہے - عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب الصلوۃ علی الحصیر جلد دوم صفحہ ۱۸ میں حضرت ملیکہ والی روایت کو حکمت

---

[۵۱] کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعا جلد اول صفحہ ۴۲ اس حدیث کی [illegible] سند یہ ہے عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک ان جدتہ ملیکۃ الحدیث قال النووی فی [illegible] جلد اول صفحہ [illegible] [illegible] اسحٰق فتکون ام اسحٰق بن ابی انس [illegible] وقیل [illegible] انس وہی ملیکہ الخ ۔ [۵۳] صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۱۹ ، صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۳۴ ۔

اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ ایک چیز[۵۱] مستحب ہے اس حیثیت سے کہ شارع اسکو محبوب رکھتا ہے اور وہی چیز مندوب ہے اس حیثیت سے کہ شارع نے اس کا ثواب و فضیلت بیان کی ہے اور وہی چیز نفل ہے اس حیثیت سے کہ وہ فرض و واجب پر زائد ہے اور وہی چیز تطوع ہے اس حیثیت سے کہ اس کا کرنیوالا خود بخود تبرعاً کرتا ہے۔ حالانکہ شرع کیطرف سے اسپر لازم نہین کیا گیا تھا۔ اور کبھی اسی چیز پر سنت کا بھی اطلاق ہوتا ہے۔

سنّت کی دو قسمین ہین۔ سنن ہدیٰ، سنن زوائد۔

سنن ہدیٰ مین اذان، اقامت، جماعت، سنن مؤکدات داخل ہین۔ اور سنن زوائد مین نماز مین تطویل قراءة و تطویل رکوع و تطویل سجود اور خور و نوش و نشست و برخواست کے طریقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داخل ہین[۵۲]۔ نماز تراویح مع وتر اور نماز کسوف و استسقاء کے علاوہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز نفل باجماعت صحیح حدیثون سے ثابت ہے۔ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپکے ساتھ آپکے مقتدی صرف ایک[۵۳] صحابی تھے اور کبھی[۵۴] دو، کبھی تین[۵۵]۔ اور کبھی تین[۵۶] سے زیادہ کہ احتمال دس تک کا ہے۔ چنانچہ حضرت عتبان بن مالک کی وہ روایت طویل جو صحیح بخاری باب المساجد فی البیوت مین ہے۔ اسکے الفاظ قال عتبان فغدا علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... فقام

---

۵۱ شامی حاشیہ درمختار کتاب الطہارة صفحہ ۱۲۵ ج ۱ مین (ومستحبہ) ویسمی مندوبا وادبا وفضیلة کے تحت مین ہے ندبہ ونفلا وتطوعا وقد جری علیه ما علیه الاصولیون وهو عدم الفرق بین المستحب والمندوب والادب کما فی حاشیة نوح افندی علی الدرر فیسمی مستحبا من حیث ان الشارع یحبه ویؤثره ومندوبا من حیث انه بین ثوابه وفضیلته من ندب المیت وهو تعدید محاسنه ونفلا من حیث انه زائد علی الفرض والواجب ویزید به الثواب وتطوعا من حیث ان فاعله یفعله تبرعا من غیر ان یؤمر به حتما اھ من شرح المنیة لمنلا علی البرجندی وقد یطلق علیه اسم السنة وصرح القهستانی بانه دون سنن الزوائد الخ

۵۲ کشف الاسرار جلد دوم صفحہ ۳۱ و شامی حاشیہ درمختار کتاب الطہارة جلد اول صفحہ ۱۰۶ ۱۲

۵۳ بروایت حضرت عبداللہ ابن مسعود رض صحیح بخاری کتاب التہجد باب طول الصلوٰة فی قیام اللیل جلد اول صفحہ ۱۵۲ ۔ و صحیح مسلم باب استحباب تطویل القراءة فی صلوٰة اللیل جلد اول صفحہ ۲۶۴ ۔ اور روایت حضرت حذیفہ رض صحیح مسلم کے اسی باب مین۔ اور بروایت حضرت عبداللہ ابن عباس رض صحیح بخاری کتاب الصلوٰة ۔ باب ما جاء فی الوتر جلد اول صفحہ ۱۳۵ ۔ و صحیح مسلم باب صلوٰة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائہ باللیل جلد اول صفحہ ۲۶۰ ۱۲

۵۴ بروایت حضرت انس بن مالک صحیح مسلم باب جواز الجماعة فی النافلة والصلوٰة علی حصیر جلد اول صفحہ ۲۳۴ ۱۲

۵۵ بروایت حضرت انس بن مالک رض صحیح بخاری باب وضوء الصبیان ومتی یجب علیهم الغسل والطهور وحضورهم الجماعة الخ جلد اول صفحہ ۱۱۹ و باب صلوٰة النساء خلف الرجال جلد اول صفحہ ۱۲۰ و صحیح مسلم باب جواز الجماعة فی النافلة والصلوٰة علی حصیر الخ جلد اول صفحہ ۲۳۴ ۱۲

۵۶ صحیح بخاری باب المساجد فی البیوت جلد اول صفحہ ۶۰ ۔ وباب صلوٰة النوافل جماعة جلد اول صفحہ ۱۵۸ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعا جلد اول صفحہ ۴۷ بروایت حضرت عتبان بن مالک ۱۲

عائشة قالت کنت اشتری لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حصیراً فکان یقوم علیہ من اول اللیل فیسمع الناس بصلوتہ فاجتمعت جماعة من الناس فلما رأی اجتماعھم کرہ ذلک فخشی ان یکتب علیھم فدخل البیت کالمغضب فجعلوا یتنحنحون ویتسقلون حتی خرج الیھم فقال یا ایھا الناس ان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی من الثواب فاکلفوا من العمل ما تطیقون فان خیر العمل ادومه وان قل ونزلت علیہ یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا السورة قال فکتبت علیھم وانزلت بمنزلة الفریضة حتی ان کان احدھم لیربط الحبل فیتعلق به فلما رأی اللہ ما یکلفون ما یبتغون به وجه اللہ ورضاہ وضع ذلک عنھم فقال ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفه الی علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فردھم الی الفریضة ووضع عنھم النافلة الا ما تطوعوا به - انتہی - اور یزید بن حبان عن موسیٰ بن عبیدہ کی اسی روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں :-

فتسامع به الناس فاجتمعوا فخرج کالمغضب وکان بھم رحیماً فخشی ان یکتب علیھم قیام اللیل .... ونزل القرآن یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زد علیه حتی کان الرجل یربط الحبل ویتعلق فمکثوا بذلک ثمانیة اشھر فرأی اللہ ما یبتغون من رضوانه فرحمھم فردھم الی الفریضة وترک قیام اللیل، انتہی - علمائے کرام وائمہ مشائخ عظام کا اس امر میں اختلاف ہے کہ ابتداءً جبکہ نماز تہجد فرض ہوئی تھی تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر فرض ہوئی تھی، یا آپکے ساتھ آپکے اصحاب پر بھی، یا کسی پر فرض نہ تھی - تحقیقی امر یہ ہے کہ سب ہی پر فرض تھی -

دوسرا اختلاف اس امر میں ہے کہ نماز تہجد کی فرضیت کس کے حق میں منسوخ ہوئی - جمیع مومنین کے حق میں منسوخ ہوجانا بالاجماع ثابت ہے، بعض قول جو اسکے خلاف ہے وہ غلط اور مردود ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں منسوخ ہونیکے متعلق اختلاف ہے - لیکن ظاہر حدیث وبعض روایت سے صاف یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کے حق میں بھی منسوخ ہوگئی - اور صرف نفل وتطوع کی حیثیت سے رہی - یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومجاہدؒ، وزید بن اسلم کا ہے اور یہی تحقیق امام محی الدین یحییٰ نووی وامام شہاب الدین احمد قسطلانی وعلامہ ابن الہمام حنفی ودیگر علمائے احناف واکثر علمائے شوافع کی ہے[۵۱] - نماز تہجد کی فرضیت اور اسکی تخفیف ونسخ میں کتنی مدت گذری - اسکے متعلق ابتک پانچ روایتیں میری نظر سے گذری ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دو روایتیں ایک آٹھ ماہ، دوسری ایک سال کی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو روایتیں ایک تقریباً ایکسال دوسری دو سال کی - اور حضرت سعید سے صرف ایک روایت دس سال کی[۵۲]

---

۵۱ یہ سارا مضمون تفسیر جامع البیان سورۂ مزمل جلد ۲۹ صفحہ ۶۸ و ۶۹ وتفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۳۵ عینی شرح صحیح بخاری باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل من نومہ وما نسخ من قیام اللیل الخ جلد ۳ صفحہ ۶ وکتاب الناسخ والمنسوخ صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ وارکان اربعہ ... فی صلوٰۃ اللیل جلد اول صفحہ ۲۴۲ سے ماخوذ ہے ۱۲

۵۲ تفسیر جامع البیان جلد ۲۹ صفحہ ۶۸ و ۶۹ وصحیح مسلم باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ... امام احمد ابن حنبلؒ جلد ۶ صفحہ ۵۳ و ۵۴ ... ماخوذ ہے

مین ہے وفیہ جواز النافلۃ جماعۃ فان قلت قد جاء فی روایۃ ابی الشیخ الحافظ فحضرت الصلوٰۃ قلت لا یلزم من حضور وقت الصلوٰۃ ان صلوتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیت ملیکۃ کانت للفرض الا تری ان فی روایۃ مسلم[۵۱] قوموا فلاصلے لکم فی غیر وقت صلوٰۃ فصلے بنا۔ فان قلت قد جاء فی روایۃ اخری لمسلم[۵۲] فربما تحضر الصلوٰۃ وھو فی بیتنا۔ قلت الجواب ما ذکرناہ الاٰن ومع ھذا کرہ اصحابنا وجماعۃ آخرون التنفل بالجماعۃ فی غیر رمضان انتہیٰ۔

جواب سوال دوم

قیام لیل وصلوٰۃ لیل مین نماز تہجد بھی داخل ہے و نماز تراویح بھی۔ پس قیام لیل، وصلوٰۃ لیل، نماز تہجد سے عام ہے، ردالمحتار جلد اول ص۶۰۵ باب الوتر والنوافل مین ہے۔ نعم صلوٰۃ اللیل وقیام اللیل اعم من التہجد الخ۔

نماز تہجد کی تفصیل یہ ہے کہ ابتداءً جبکہ نماز تہجد فرض بھی نہین ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا پڑھا کرتے تھے پھر صحابۂ کرام رضہ بھی جو آپکے قدم بقدم چلنے والے تھے، آپ کو شب کیوقت اس طرح نماز پڑھتا دیکھکر آپکے ساتھ خود بخود با جماعت بلا اذان واقامت پڑھنے لگے۔ چونکہ آپکی شان بالمؤمنین رؤف رحیم تھی اس نماز کا اپنے امتیون پر فرض ہوجانیکا خیال آیسے اپنے حجرۂ شریف سے ایک شب آپ باہر نکلے۔ ادھر صحابۂ کرام رضہ نے انتظار مزید کے بعد کھانسنا اور تنحنح شروع کر دیا۔ یہانتک کہ شب ہی مین اُسی وقت آپنے (مکہ معظمہ مین) اپنے حجرۂ مبارک سے نکلکر فرمایا " لوگو! بقدر طاقت عمل کیا کرو، بہترین عمل وہ ہے جو بلا تکلف ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ نظر مین کم معلوم ہوتا ہو" یہانتک اوائل سورۂ مزمل نازل ہوئی اور نماز تہجد فرض ہوگئی جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اسکے بندے اُسکی رضا وخوشنودی کیلئے مزید تکلیف ومشقت اٹھارہے ہین تو اواخر سورہ نازل فرماکر تخفیف فرما دی یہانتک کہ نماز تہجد، فرضیت کے درجہ سے اُترکر صرف نفل وتطوع رہگئی۔ امام المفسرین ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر جامع البیان[۵۳] مین سورۂ مزمل کے اندر ابو سلمۃ بن عبد الرحمٰن عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ذکر کیا ہے اور غالباً یہی روایت ہے جو بحذف واختصار صحیح مسلم[۵۴] مین یون ہے۔ عن ابی سلمۃ عن عائشۃ انہا قالت کان لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حصیر کان یحجرہ من اللیل فیصلے فیہ فجعل الناس یصلون بصلوتہ ویبسطہ بالنہار فثابوا ذات لیلۃ فقال یا ایہا الناس علیکم من الاعمال ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا وان احب الاعمال الی اللہ ما دوم علیہ وان قل وکان آل محمد اذا عملوا عملاً اثبتوہ انتہیٰ اور تفسیر مذکور کی روایت کے الفاظ یہ ہین۔ حدثنا مہران عن موسیٰ ابن عبیدۃ الحمیری عن محمد بن طحلاء عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن عن

---

[۵۱] جلد اول ص۲۳۲ باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ والصلوٰۃ علی حصیر وخمرۃ وثوب الخ ۱۲ [۵۲] باب مذکور جلد اول ص۲۳۲ ۱۲ [۵۳] جلد ۲۹ ص۷۵ ۱۲

[۵۴] باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ والامر بالاقتصاد فی العبادۃ جلد اول ص۲۶۶ ومسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جلد ششم ص۶۱ وص۲۴۱ ۱۲

کہ تین شب کے بعد چوتھی شب مین بعد نماز فرض عشاء اپنے حجرہ مین تشریف لیگئے اور صبح صادق تک نہ نکلے۔ صحابہ کرام رض نے تنحنح، رفع صوت، الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز وغیرہ، صرف اس خیال کی بنا پر دینا شروع کی کہ "اس نماز تراویح کا پڑھنا شاید آپ بھول گئے"، صبح کیوقت جب آپ بیرون حجرۂ شریفہ تشریف لائے تو فرمایا "لوگو! آج شب کا سارا واقعہ تم لوگون کا میرے پیش نظر تھا، مین سویا ہوا نہین تھا لیکن محض اس خیال سے کہ تم لوگون پر یہ نماز کہین فرض نہوجائے اور پھر تم لوگ اسکی ادا سے عاجز ہوجاؤ، مین حجرہ سے باہر نہ نکلا"[۵۱]

اِس موقع پر بھی صحابہ کرام رض نماز تطوع ونفل (تراویح مع وتر) مین خودبخود آپکے ساتھ باجماعت شریک ہوگئے تھے لیکن آپنے اس نماز نفل کو باجماعت پڑھنے سے منع نہین فرمایا۔ اسی بنا پر تراویح مع وتر باجماعت، بغیر اذان و اقامۃ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوقت سے ثابت ہے۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد سے خود عہد نبوی مین اور آپکے زمانہ کے بعد عہد خلافت خلیفہ اول و اوائل زمانہ خلافت خلیفہ ثانی تک ایسا رہا کہ جماعت کے ساتھ بھی صحابہ پڑھا کرتے تھے۔ اور جداگانہ جداگانہ بھی[۵۲]۔ کیونکہ اس نماز کی جماعت کے ساتھ بلا اذان واقامۃ پڑھنے کا جواز بلا کراہت، آنحضرت صلی اللہ وسلم کے منع نہ فرمانے کی وجہ سے صحابہ کرام رض یقین فرما چکے تھے۔ پس باجماعت تراویح، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد نہین ہے۔ عمدۃ القاری[۵۳] شرح صحیح بخاری باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ قیام اللیل والنوافل من غیر ایجاب کی چوتھی حدیث عروہ عن عائشۃ والی روایت کے تحت مین ہے۔ وفیہ ترک الاذان والاقامۃ للنوافل اذا صلیت جماعۃ قالہ ابن بطال وفیہ ان قیام رمضان سنۃ بالجماعۃ ولیس کما زعمہ بعضہم انہ سنۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہیٰ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس محقق وصحیح روایت کی بنا پر جو صحیح بخاری و صحیح مسلم مین مروی ہے، صرف آٹھ رکعت علاوہ تین رکعت وتر کے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بماہِ رمضان وغیر رمضان ثابت ہے یہانتک کہ اُن تین شبون مین بھی جو باہِ رمضان آپنے جماعت کیساتھ پڑھی اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اُبیّ بن کعب پر مقتدیون کو جمع کیا تھا تو وہ مع وتر گیارہ ہی رکعتین تھین مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان فصل ثالث صفحہ ۱۱۵ مین ہے۔ عن السّائب بن یزید قال امر عمر اُبَیّ بن کعب وتمیما الدّاری ان یقوم للنّاس فی رمضان باحدی عشرۃ رکعۃ۔ الحدیث۔ بعد کو پھر حضرت عمر فاروق رض ہی کے زمانہ مین علاوہ وتر، بیس رکعات صحابہ کرام وتابعین پڑھنے لگے لہٰذا آٹھ رکعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و سنت صحابہ ہے اور بیس رکعت صرف سنت خلفائے راشدین (حضرت عمر، حضرت عثمان وحضرت علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصحابہ کرام ہے۔ فتح القدیر فصل فی قیام شہر رمضان جلد اول صفحہ ۲۰۴ وصفحہ ۲۰۵ مین ہے فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدیٰ عشرۃ

---

[۵۱] صحیح بخاری باب فضل من قام رمضان جلد اول صفحہ ۲۶۹ وکتاب الاعتصام باب مایکرہ من کثرۃ السوال جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۳ وصحیح مسلم باب الترغیب فی قیام رمضان وہو التراویح جلد اول صفحہ ۲۵۹ وعمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ثالث صفحہ ۵۹۷ ۱۲ [۵۲] ارکان اربعہ جلد صفحہ ۲۵۹ ۱۲
[۵۳] جلد ثالث صفحہ ۵۹۹ ۱۲

الغرض نماز تہجد، نسخ فرضیت کے بعد سے تطوع و نفل ہو گئی۔ لیکن قابل لحاظ و لائق تدبر یہ امر ہے کہ یہ نماز جس وقت فرض نہین ہوئی تھی، صرف تطوع اور نفل ہی تھی، اُسوقت بھی خود بخود صحابۂ کرام، با جماعت بلا اذان و اقامۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مکہ معظمہ مین) پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن کبھی بھی آپ نے اُن کو اس نماز تہجد (نفل و تطوع) کو با جماعت پڑھنے سے منع نہین فرمایا ومن ادعیٰ فعلیہ البیان۔

اور یہی نماز تہجد جب فرض ہو گئی اُسوقت بھی آپ مع صحابہ کرام رضہ با جماعت پڑھا کرتے تھے۔ آیت شریفہ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ[۵۱] دال ہے۔ پس دونون حالتون (نفل و فرضیت) مین جماعت کا جواز بلا کراہت، یکسان رہا۔ کسی ضعیف روایت سے بھی کسی وقت کسی زمانہ مین امتناع نماز نفل با جماعت بلا اذان و اقامت کا ثابت نہین۔ پس نسخ، نفس فرضیت تہجد کا ہوا کہ اس نسخ کو جماعت تہجد مین کسی قسم کا دخل نہین تو بلا اذان و اقامۃ تہجد با جماعت کا جواز بلا کراہت جس طرح قبل فرضیت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت و عدم ممانعت سے ثابت تھا بعد نسخ فرضیت بھی ثابت و قایم رہا۔ اور جب تک کوئی شرعی دلیل نہی و منع کی ثابت نہو جائے صرف اسقدر کہدینا انصاف پسند اہل علم کے نزدیک کافی نہوگا کہ "تہجد کی نماز با جماعت عہد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد عہد صحابہ مین ثابت کر تا کہ نماز تہجد کا با جماعت، جواز بلا کراہت ثابت ہو" کیونکہ اولاً قبل فرضیت، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے جماعت ثابت ہوا اور نسخ جماعت کی کوئی دلیل شرعی نہین تو جواز بلا کراہت مین کونسا شبہ رہا۔ ثانیاً عدم الثبوت کو ثبوت العدم مستلزم نہین ثالثاً نماز تہجد با جماعت بلا اذان و اقامت، فرض کفایہ یا سنت مؤکدہ یا سنت کفایہ تو ہے نہین، کہ اسکے با جماعت پڑھنے کا تعامل، عہد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مین ثابت ہو۔ ہان نفس نماز تہجد تو البتہ مندوب یا سنت[۵۲] ہے۔

نماز تہجد کی تعداد رکعت مین مختلف روایات، احادیث مین وارد ہین، یہانتک کہ دو رکعت سے سولہ رکعت تک کی روایات موجود ہین۔ لیکن محقق روایت آٹھ رکعت کی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے صحیحین مین مروی ہے اور محققین احناف کا یہی مسلک، اور اسی پر عمل[۵۳] ہے۔

نماز تراویح کی ابتدا یون ہوئی کہ مدینہ منورہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب کیوقت اسکو رمضان شریف مین تنہا شروع کی۔ صحابہ کرام رضہ نے جب دیکھا تو آپ کی بلا اجازت و حکم، خود بخود آپکی اقتدا کرکے با جماعت بلا اذان و اقامۃ پڑھنے لگے، تین شب کے بعد آپ کو وہی خشیۂ فرضیت کا خیال لاحق ہوا جو تہجد کے موقع پر مکہ معظمہ مین ہوا تھا یہانتک

۵۱ القرآن الحکیم (سورۂ مزمل) ۱۲ ۵۲ رد المختار حاشیۂ در مختار باب الوتر و النوافل جلد اول ص۴۷۶ ۱۲ ۵۳ عینی شرح بخاری باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ جلد ۳ ص۶۲ و فتح القدیر جلد اول ص۳۹ و ارکان اربعہ ص۲۵۶ جلد اول صلوۃ اللیل و شامی حاشیہ در مختار باب الوتر و النوافل جلد اول ص۴۷۶ ۱۲

راتوں سے زیادہ نہیں پڑھی۔ ثانیاً آپ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد بھی خلیفہ ثانی کے اوائل عہد خلافت تک کسی صحابی نے جماعت کے ساتھ پڑھی اور کوئی الگ الگ۔ ثالثاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آٹھ رکعتوں کو علاوہ تین رکعات وتر کے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگرچہ پڑھنے کو فرمادیا تھا لیکن اُسوقت اور اس زمانہ کے بعد بھی بعض بعض صحابۂ کرام جنمیں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں اور بعض بعض تابعی جنمیں حضرت عروہ، ربیعہ، سالم، قاسم، نافع، ابراہیم بھی ہیں لوگوں سے الگ بلا جماعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور اسی کو افضل سمجھا کرتے تھے چنانچہ یہی تحقیق امام ابو جعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ کی ہے اور یہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کا ہے[۵۱]۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث وارد ہے۔ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ[۵۲]۔ اس حدیث میں قیام رمضان کا مضمون ہے۔ اسی رعایت سے کتب حدیث کے ترجمۃ الباب و نیز کتب فقہ میں یہ لفظ آتا ہے۔

قیام رمضان سے کیا مراد ہے۔ بعض علمائے کرام مثلاً امام نووی رحمۃ اللہ[۵۳] و شیخ کرمانی رحمۃ اللہ صرف نماز تراویح مراد لیتے ہیں۔ علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ و علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ نے صحیح بخاری کی شرح میں اس پر اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ قیام رمضان سے مطلق قیام مراد ہے، نماز تراویح ہی خاصکر مقصود نہیں ہے۔ **فتح الباری** کے یہ الفاظ ہیں۔ (قولہ باب فضل من قام رمضان) ای قام لیالیہ مصلیاً والمراد من قیام اللیل ما یحصل بہ مطلق القیام کما قدمناہ فی التہجد سواء وذکر النووی ان المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح یعنی انہ یحصل بہا المطلوب لا ان قیام رمضان لا یکون الا بہا واغرب الکرمانی فقال اتفقوا علی ان المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح انتہی۔ جلد رابع صفحہ ۱۷۱

صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ نے علامۂ نووی کے قول کی توجیہ کردی ہے لیکن شیخ کرمانی کے قول کی غرابۃ ظاہر کی ہے اور صاحب عمدۃ القاری کے اس مقام پر یہ الفاظ ہیں۔ جلد خامس صفحہ ۳۵۴

ولکن الاتفاق من این اخذہ بل المراد من قیام اللیل ما یحصل بہ مطلق القیام سواء کان قلیلا او کثیرا۔ انتہی۔ اور باب تطوع قیام رمضان من الایمان جلد اول صفحہ ۲۷ و صفحہ ۲۸ میں یہ ہیں۔ والمراد من القیام ہو القیام بالطاعۃ فی لیالیہ (ثم قال بعدہ) ومعنی من قام رمضان من قام بالطاعۃ فی لیالی رمضان ویقال یرید صلوٰۃ التراویح وقال بعضہم لا یختص ذلک بصلوٰۃ التراویح بل فی ای وقت صلی تطوعا حصل لہ ذلک الفضل۔ انتہی۔

---

[۵۱] یہ سارا مضمون شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۲۰۶ و صفحہ ۲۰۷ باب القیام فی شہر رمضان و عینی شرح صحیح بخاری باب کراہیۃ الصلوٰۃ فی المقابر جلد ثانی صفحہ ۳۷۰ و باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل والنوافل من غیر ایجاب جلد ثالث صفحہ ۵۹۵ و صفحہ ۵۹۹ و ہدایہ باب النوافل فصل فی قیام رمضان جلد اول صفحہ ۱۳۱ و رد المحتار حاشیۂ در مختار باب صفۃ الصلوٰۃ صفحہ ۵۶۱ باب الامامۃ صفحہ ۵۷۶ و باب الوتر والنوافل صفحہ ۷۳۶ و صفحہ ۷۳۷ جلد اول سے ماخوذ ہے ۱۲

[۵۲] صحیح بخاری باب فضل من قام رمضان جلد اول صفحہ ۲۶۹ و صحیح مسلم باب الترغیب فی قیام رمضان جلد اول صفحہ ۲۵۹ ۱۲ [۵۳] نووی شرح صحیح مسلم باب الترغیب فی قیام رمضان وہو التراویح جلد اول صفحہ ۲۵۹ ۱۲

رکعة بالوتر فی جماعة فعله صلی اللہ علیه وسلم ثم ترکه لعذر افاد انه لولا خشیة ذلک لواظبت بکم ولاشك فی تحقیق الامن من ذلک بوفاته صلی اللہ علیه وسلم فیکون سنة وکونها عشرین سنة الخلفاء الراشدین وقوله صلی اللہ علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتهم ولا یستلزم کون ذلک سنته اذ سنته بمواظبته بنفسه او الالعذر وبتقدیر عدم ذلک العذر انما استفدنا انه کان یواظب علی ما وقع منه وهو ما ذکرنا فتکون العشرون مستحبا وذلک القدر منها هو السنة کالاربع بعد العشاء مستحبة ورکعتان منها هی السنة وظاهر کلام المشائخ ان السنة عشرون ومقتضی الدلیل ما قلنا فالاولی حینئذ ما هو عبارة القدوری من قوله یستحب لاما ذکره المصنف فیه انتهی۔

ارکان اربعه جلد اول صفحہ ۱۲۶ میں ہے۔ ثم بقی الامر علی ذلک فی زمانه الشریف وفی خلافة افضل الصدیقین وفی خلافة امیر المؤمنین عمرؓ ثم امیر المؤمنین عمرؓ جمع الناس علی قار واحد فصلوا خلفه اولا احدی عشر رکعة ثم تقرر الامر علی عشرین رکعة والوتر فصار هذا سنة انتهی

کشف الاسرار جلد دوم صفحہ ۳۰۸ میں ہے۔ واما التراویح فی رمضان فانه سنة الصحابة فانه لم یواظب علیها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بل واظب علیها الصحابة وهذا مما یندب الی تحصیله ویلام علی ترکه ولکنه دون ما واظب علیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فان سنة النبی اقوی من سنة الصحابة وهذا عندنا۔ انتہی۔

پس بیس رکعت علاوہ وتر البتہ سنت فاروقی ہے جس کے ساتھ اسوقت کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا۔ اور بعد کو تعامل صحابہ کرام کیوجہ سے تمسکوا بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین الحدیث فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر اب صرف سنتِ فاروقی ہی نہیں رہی بلکہ سنت خلفائے راشدین و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگئی۔ لیکن جماعتِ تراویح پھر بھی سنتِ مؤکدہ نہیں ہوئی۔ بلکہ علی سبیل التحقیق، سنت کفایہ ہے۔ کہ اگر کسی مقام کی کوئی مسجد یا ایک مسجد یا ہر محلہ کی مسجد (علی اختلاف الروایات وتحقیقات المشائخ) نماز تراویح باجماعت پڑھنے سے خالی رہجائیگی تو سب کے سب خطا کی۔ اور اگر خالی نہ رہی تو وہ لوگ جو مسجد میں نہیں آئے، گھر پہ اگر باجماعت نماز تراویح پڑھی، تو صرف فضیلتِ مسجد سے محروم رہے۔ اور اگر تنہا پڑھی تو جماعت اور فضیلت دونوں ہی سے محروم رہے۔ لیکن مسئی نہ ہوئے اور اگر بالکل نہیں پڑھی تو مسئی اور قابل ملامت ہوئے۔ کیونکہ نفس تراویح مذہب محقق پر مرد وعورت دونوں کے لئے سنت عین (سنت مؤکدہ) ہے۔

جماعتِ تراویح کے سنت مؤکدہ نہونیکی یہ وجہ ہے کہ اولاً تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کیساتھ چ

سلہ مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب الاعتصام بالکتاب والسنة صفحہ ۳۰ ۱۲

کیجاتی ہے کہ بعض وجوہ کی بناپر وتر، نفل و تطوع ہے اور باستثنائے نماز کسوف و نماز استسقاء کل نماز نفل و تطوع باجماعت، تداعی کے ساتھ خارج رمضان مکروہ تنزیہی ہے۔ کتاب الصلوٰۃ باب قیام شہر رمضان جوہرہ نیرہ جلد ۱ صفحہ ۹۹ مین ہے۔

(قوله ولا يصلى الوتر في جماعة في غير شهر رمضان) لانه لم يفعله الصحابة رضوان الله عنهم بجماعة في غير شهر رمضان فهي بجماعة افضل من ادائها في منزله لان عمر رضي الله عنه كان يؤمهم في الوتر وفي النوازل يجوز الوتر بجماعة في غير رمضان ومعنى قول الشيخ "ولا يصلي الوتر في جماعة" يعني به الكراهة لا نفي الجواز - وفي الينابيع اذا صلى الوتر مع الامام في غير رمضان يجزئه ولا يستحب ذلك - انتهى -

درمختار باب الامامۃ مین بسلسلۂ بیان جماعت جلد اول صفحہ ۷۷ ہے۔

وفي التراويح سنة كفاية وفي وتر رمضان مستحبة على قول وفي وتر غيره وتطوع على سبيل التداعي مكروهة - انتهى -

بحرالرائق جلد اول صفحہ ۳۶۶ - باب الامامۃ مین بحوالہ خلاصہ لا اقتداء في الوتر خارج رمضان یکرہ مذکور ہے۔
اسکے حاشیہ منحۃ الخالق مین ہے۔ قال الرملي سياق الكلام عليه في الحاشية عند قوله ويوتر بجماعة في رمضان فقط وان الكراهة كراهة تنزيه - انتهى - اور ردالمحتار باب الوتر والنوافل جلد اول صفحہ ۴۷۷ مین درمختار کے اس قول (ولا يصلى الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان) اي يكره ذلك لو على سبيل التداعي کے تحت مین ہے (قوله اي يكره ذلك) اشار الى ما قالوا من ان المراد من قول القدوري في مختصره "لا يجوز" الكراهة لا عدم اصل الجواز - لكن في الخلاصة عن القدوري انه لا يكره وايده في الحلية بما اخرجه الطحاوي الخ (ثم قال) قلت ويؤيده ايضا ما في البدائع من قوله ان الجماعة في التطوع ليست بسنة الا في قيام رمضان اه - فان نفي السنية لا يستلزم الكراهة نعم ان كان مع المواظبة كان بدعة فيكره وفي حاشية البحر للخير الرملي علل الكراهة في الضياء والنهاية بان الوتر نفل من وجه حتى وجبت القراءة في جميعها وتؤدى بغير اذان واقامة والنفل بالجماعة غير مستحب لانه لم تفعله الصحابة في غير رمضان اه وهو كالصريح في انها كراهة تنزيه تامل اه - انتهى -

جواب سوال چہارم

مقاصد اُخرویہ کے لحاظ سے جب کسی فعل کا ترک کرنا اُس فعل کے کرنے سے اولیٰ ہو۔ پس اگر وہ فعل ممنوع ہو تو وہ فعل، فعل حرام ہے۔ اور اگر ممنوع نہو تو وہ فعل، فعل مکروہ ہے۔ اور اگر اُس فعل کا کرنا نکرنا دونون برابر ہو تو وہ

پس قیام رمضان سے قیام لیالی رمضان (رات کیوقت کی عبادت) مراد ہے - اور جیس طور سے نماز تراویح سے حاصل ہوتا ہے نماز تہجد سے بھی حاصل ہوتا ہے - اِس کا انکار خلافِ تحقیق ہے - نماز تہجد جسکو صحابہ کرام رضنے بلا اذان واقامۃ، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ قبل حکم فرضیۃ بحالت تطوع وتنفل، جماعت کے ساتھ ادا کیا ہو اور بعد نسخ حکم فرضیت، قیامت تک کیلئے جسکو تطوع وتنفل کا ایسا حکم دیا گیا ہو کہ احادیثِ صحیحہ مین اُس کے پڑھنے پر غایت درجہ ترغیب وتحریض کیگئی ہو اور جسکے پڑھنے والے کی فضیلت قرآن حکیم^۵۱ واحادیثِ صحیحہ^۵۲ مین آئی ہو اور ادھر ماہ رمضان المبارک کا یہ حال کہ جسمین ہر نفل وتطوع باعتبار فضیلت وثواب، غیر رمضان کے لحاظ سے غایت درجہ فوقیت رکھتی ہو - پھر باوجود ان سب اُمور کے وہ نماز تہجد، قیام رمضان مین داخل نہو، تعجب ہے - حالانکہ اسکے ثبوت مین ہمارے احناف فقہائے کرام کی کوئی تحقیقی روایت اس امر پر صراحۃً منصوص نہین ہے کہ "قیام رمضان سے نماز تہجد مراد نہین ہے - بلکہ صرف نماز تراویح" سوچنے کی بات ہے کہ تراویح مع وتر کی جماعت بماہ رمضان باوجود نفل وتطوع ہونیکے محض اسوجہ سے بلا کراہت، جائز قرار پائے کہ ہمارے علمائے احناف وفقہائے کرام^۵۳ نے اسکی یہ علت لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام سے باجماعت بماہ رمضان پڑھنا ثابت ہے اور نماز وتر خارج رمضان، جماعت کیساتھ محض اسلئے باکراہت جائز قرار پائے کہ خارج رمضان، باجماعت عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین نہین پڑھی گئی - پس دیگر نوافل بلا اذان واقامۃ، باجماعت کے علاوہ، خود نماز تہجد کا جب باجماعت، بحالت تطوع وتنفل پڑھنا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین آپ اور آپکے صحابہ سے ثابت ہو، پھر باوجود اسکے بھی نماز تہجد جماعت کے ساتھ، باکراہت، جائز قرار پائے - اسپر کونسی شرعی دلیل منصوص ہے ؟ من ادعی فعلیہ البیان -

جواب سوال سوم

نماز وتر، صاحبین (امام ابو یوسف وامام محمدؒ) وامام مالکؒ وامام شافعیؒ وامام احمدؒ کے نزدیک اور ایک روایت مین امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے - لیکن ظاہر الروایت مین امام صاحبؒ کے نزدیک واجب ہے جیسا کہ اس سے پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ چونکہ ماہ رمضان المبارک مین بہ تبعیت نماز تراویح باجماعت، بلا اذان واقامۃ نماز وتر کا باجماعت پڑھنا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین آپ اور آپکے صحابہ کرام سے منقول ومروی ہے اور خارج رمضان نہین - اسی لئے صاحب قدوریؒ کی بعض مشہور روایت کی بنا پر نماز وتر باجماعت، غیر رمضان مین مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ تداعی کے ساتھ ہو - اور بعض روایت کی بنا پر مکروہ نہین ہے - کراہت کی وجہ یہ بیان

---

۵۱ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا ومما رزقنٰھم ینفقون ۝ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون ۝ من تنزیل السجدہ ۱۲ ۵۲ مشکوۃ المصابیح الفصل الثانی من کتاب الایمان صفحہ ۱۴ وباب التحریض علی قیام اللیل من کتاب الصلوۃ صفحہ ۱۰۹ وصفحہ ۱۱۰ ۱۲ ۵۳ شرح المنیۃ الکبیر للحلبی فی النوافل صفحہ ۳۹۲ وارکان اربعہ فصل فی الوتر صفحہ ۲۳۴ ۱۲

جواب سوال سوم مین ابھی گذر چکی ہین۔ تداعی، اسکے معنی لغت عرب مین ہین "بعض کا بعض کو آواز دینا و بلانا، مجتمع ہونا"[۵۱] لیکن یہ امر قابل بحث ہے کہ مثلاً کتب فقہیہ حنفیہ کی عبارات ذیل مین تداعی سے کیا مراد ہے۔ فتاوی عالمگیریہ کتاب الصلوٰۃ الفصل الاول فی الجماعۃ من الباب الخامس مین ہے: التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ۔ انتہی۔ شرح المنیۃ الکبیر تتمۃ من النوافل مین ہے: واعلم ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم۔ انتہی۔ اور درمختار ص۵۰۰ و ص۱۴۳ جلد اول کی وہ دونون عبارتین جو جواب[۵۲] سوال سوم مین مذکور ہین۔ کتب فقہ حنفی کی شروح و حواشی و فتاوی کے تفحص و تلاش سے اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض فقہائے کرام نے تداعی سے معنی لغوی عام جسمین اذان و اقامۃ، اجتماع، کثرت، دعوت تقریری و تحریری سب ہی داخل ہین، مراد لیا ہے۔ لیکن فقہائے کرام کی اس جماعت نے علاوہ امام کے چار اور چار سے زیادہ مقتدیون کے ساتھ بلا اختلاف اور تین مقتدیون کے ساتھ باختلاف، اجتماع و کثرت کی تخصیص کر دی ہے۔ اور امام کے علاوہ ایک اور دو مقتدی ہونے کو مستثنی کر دیا ہے۔[۵۳]

دوسرے بعض فقہائے کرام نے تداعی سے صرف اذان و اقامۃ (علی وجہ الاعلان) مراد لیا ہے۔ فتاوی حمادیہ کتاب الصلوٰۃ مین ہے۔ من الخلاصۃ وفی جامع الاصول و فی جامع الاصول فی فصل التطوع ان التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ وکذا فی الاصل للصدر الشہید اما اذا صلوا بالجماعۃ بغیر اذان و اقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکرہ وقال شمس الائمۃ[۵۴] الحلوانی ان کان سوی الامام ثلثۃ لا یکرہ بالاتفاق وفی الاربعۃ اختلاف المشائخ

---

[۵۱] قاموس مین ہے: وتداعوا علیہم تجمعوا ودعا المصافۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم داعی اللہ ویطلق علی المؤذن۔ اقرب الموارد مین ہے۔ تداعی العدا ... والقوم دعا بعضہم بعضا ... تداعوا علیہ اجتمعوا علیہ ... بالعداوۃ ص۳۰۰ نہایہ مین ہے ومنہ الحدیث تداعت علیکم الامم ای اجتمعوا ودعا بعضہم بعضا ص۱۲۰ جلد۲ ومثلہ فی الدر النثیر جلد۲ ص۲۲۰۔ ومجمع البحار جلد اول ص۴۱۲ مغرب مین ہے۔ والتداعی ان یدعوا بعضہم بعضا ... التی ... جلد ا ص۱۱ [۵۲] شرح المنیۃ الکبیر فصل فی النوافل ص۳۸۹ مین ہے ولو صلی فی التراویح ثم اقتدی بمن یأتی فی تراویح تلک اللیلۃ ایضا لا یکرہ لہ ذلک کما فی المکتوبۃ اماما ثم اقتدی فیہا بامام آخر وہذا لان صلوٰۃ النفل غیر التراویح ونحوہا بالجماعۃ انما یکرہ اذا کان الامام والمقتدی مع استعداد ... وکان علی سبیل التداعی بان یجمع جمع کثیر فوق الثلثۃ حتی لو اقتدی بہ واحد او اثنان لا یکرہ وفی الثلثۃ اختلاف المشائخ وفی الاربعۃ یکرہ اتفاقا ... فی الکافی وغیرہ۔ انتہی۔ شامی حاشیہ درمختار باب الامامۃ جلد اول ص۵۵۳ مین اس قول علی سبیل التداعی مکروہ ھنا کے تحت مین ہے (قولہ علی سبیل التداعی) بان یقتدی اربعۃ فاکثر بواحد۔ انتہی۔ اور باب الوتر والنوافل جلد اول ص۶۶۲ مین درمختار کے اس قول ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر کے تحت مین ہے (قولہ علی سبیل التداعی) ہو ان یدعو بعضہم بعضا کما فی المغرب وفسرہ الوانی بالکثرۃ وہو لازم معناہ۔ انتہی۔ فتاوی حمادیہ کتاب الصلوٰۃ مین ہے۔ من الغیاثیۃ عن الشیخ السرخسی ان التطوع بجماعۃ خارج رمضان انما یکرہ علی سبیل التداعی والتجمع اما اذا اقتدی واحد واثنان لا یکرہ وفی الثلثۃ خلاف وفی الاربعۃ یکرہ بلا اختلاف۔ انتہی۔ [۵۳] شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ کی یہ روایت فتاوی عالمگیری کتاب الصلوٰۃ الفصل الاول من الباب الخامس جلد اول ص۸۳ و جامع الرموز جلد ص۱۴۶ مین بھی مذکور ہے۔ یہ روایت فقہیہ سابق کی روایت فقہیہ کی معارض ہوئی۔ کیونکہ اس روایت کی بنا پر نماز نفل و تطوع مین امام کے ساتھ اگر تین مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروہ نہین ہے۔ اور اگر چار ہون تو بعض فقہائے کے نزدیک غیر مکروہ اور بعض فقہائے کے نزدیک مکروہ۔ اور اگر چار سے زائد ہون تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ اور سابق روایت فقہیہ جو اسی جواب مین بحوالہ درمختار و شامی و شرح المنیۃ الکبیر مذکور ہے، اسکی تفصیل امر چہارم مین عنقریب آتی ہے۔

فعل، فعل مباح ہے۔
فعل مکروہ کی دو قسمیں ہیں۔ مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی۔ قسم اول حلال سے قریب تر ہے اور قسم ثانی حرام سے قریب تر۔ توضیح القسم الثانی من الکتاب فی الحکم ص۳۴۵ میں ہے۔
اما الاول وھو الحکم لا صلی فان کان الفعل اولی من الترک مع منعه ای منع الترک فان کان ھذا ای کون الفعل اولی من الترک مع منع الترک بدلیل قطعی فالفعل فرض وبظنی واجب وبلا منعه فان کان الفعل طریقة مسلوکة فی الدین فسنة والا فنفل ومندوب وان کانت الترک اولی من الفعل مع منع الفعل فحرام وبلا منعه مکروہ وان استویا فمباح (ثم قال بعیدہ) والمکروہ نوعان مکروہ کراھة التنزیه وھو الی الحل اقرب۔ ومکروہ کراھة تحریم وھو الی الحرمة اقرب وھو عند محمد رحمہ اللہ (بل ھذا الاشارة ترجع الی المکروہ کراھة تحریم۔ حرام لکن بغیر القطعی کالواجب مع الفرض۔ انتہی۔ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ مکروہ تنزیہی کا مرجع "خلاف اولیٰ" ہے اسی بنا پر ان دونوں کو مرادف بھی کہتے ہیں۔ اور یہ بھی بہ تصریح مذکور ہے کہ خلاف اولیٰ، مکروہ تنزیہی سے عام ہے۔ یعنی ہر مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ ہے۔ لیکن ہر خلافِ اولیٰ مکروہ تنزیہی نہیں۔ کیونکہ خلاف اولیٰ، مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہوتا ہے۔ جبکہ کوئی دلیل اسکی کراہت پر نہو۔
علیٰ ہذا القیاس ترک مستحب وافضل کا مرجع جو خلاف اولیٰ ہے اس کا بھی ہمیشہ مکروہ تنزیہی ہونا لازم نہیں ہے مگر ہاں جبکہ کوئی نہی خاص ہو اسلئے کہ کراہت، ایک حکم شرعی ہے اسکے لئے کسی دلیل شرعی کا ہونا ضروری ہے پس جبکہ مطلق مکروہ کا لفظ، مذکور ہو تو اسکی دلیل کیطرف نظر کرنا ضروری ہے۔ اگر اسکی دلیل، نہی ظنی ہو تو اُس جگہ مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد ہوگا۔ بشرطیکہ اسکے خلاف کوئی دلیل صارف اس فعل کے ندب پر نہو۔ اور اگر اسکی دلیل، دلیل نہی نہو بلکہ ایسی دلیل ہو جو ترک غیر جازم کا فائدہ دیتی ہو تو اس جگہ مکروہ سے مکروہ تنزیہی مراد ہوگی۔ کتب فقہ میں دو تین نہیں متعدد مقامات اس قسم کے خاص کتاب الصلوٰۃ میں موجود ہیں کما لا یخفی علیٰ من له ادنیٰ مسکة فی الفقه۔ پس یہ قاعدۂ کلیہ نہیں ہے کہ "کتب فقہ میں جس جس جگہ مطلق مکروہ کا لفظ ہوگا اُس سے مکروہ تحریمی ہی مراد ہوگی" رد المحتار جلد اول ص۳۶ میں بحوالہ البحر الرائق ہے۔ ثانیهما المکروہ تنزیها ومرجعه الی ما ترکه اولیٰ وکثیرا ما یطلقونه کما فی شرح المنیة فحینئذ اذا ذکروا مکروھا فلا بد من النظر فی دلیله الخ۔ کتب فقہ حنفی کا یہ مسلم مسئلہ ہے کہ "نماز نوافل وتطوع مندرجہ سوال اول کے سوا دیگر کل نوافل وتطوع باجماعت بشرط تداعی مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں ہے" درمختار باب الامامة وباب الوتر والنوافل کی عبارتیں

۵ یہ تمام تحقیق وتفصیل شامی حاشیہ درمختار کتاب الطہارۃ ص۱۷ وص۱۳ وص۱۳۱ وکتاب الصلوٰۃ ص۴۶۶ وص۴۳۰ وص۴۳۱ جلد اول سے ماخوذ ہے۔

ماز نفل وتطوع ایک یا دو مقتدی (صحابہ کرامؓ) کے ساتھ باجماعت پڑھنا ثابت ہے۔

پس اگر تخصیص کی یہ وجہ ہے تو جواب سوال اول مین تین مقتدی اور تین سے زیادہ کا ثبوت بھی صحیح بخاری وصحیح مسلم طبرانی کی احادیث سے گذر چکا ہے پھر تین مقتدی یا چار مقتدی ہونے کی صورت مین علی اختلاف۱۵ الروایتین اختلاف کے کیا معنی؟ اور تین مقتدی یا چار سے زیادہ کی صورت مین علی اختلاف الروایتین اتفاق کے کیا معنی؟ بہرحال نماز نوافل وتطوعات مندرجہ سوال اول کے سوا دیگر نماز نفل وتطوع باجماعت، تداعی کے ساتھ مکروہ ہونیکی جو روایت فقہی ہے، اس مین مکروہ سے مکروہ تنزیہی مراد ہے نہ تحریمی۔

اولاً تو اسکی وہی دلیل ہے جو جواب سوال سوم (وتر غیر رمضان باجماعت) مین بہ تفصیل مذکور ہوئی۔ ثانیاً بحرالرائق باب الوتر والنوافل جلد اول ص۶۵ مین ہے ولو صلوا الوتر بجماعة فی غیر رمضان فهو صحیح مکروه کالتطوع فی غیر رمضان بجماعة وقیده فی الکافی بان یکون علی سبیل التداعی۔ انتهی۔ اور رد المحتار باب صفة الصلوٰة جلد اول ص۵۵۶ مین درمختار کی اس عبارت (کمتنفل باللیل) فلو ام جهر لتبعية النفل للفرض زیلعی کے تحت مین ہے (قوله فلو ام) ای فلو صلی المتنفل باللیل اماما جهر ومقتضاه ان الوتر فی غیر رمضان کذلک لان کلا منهما تکره فیه الجماعة علی سبیل التداعی ویدونه او واذا وجب الجهر فی النفل یجب فی الوتر۔ انتهی۔

جب تداعی کے ساتھ نماز وتر خارج رمضان، باجماعت، کی کراہت، ودیگر نماز نفل وتطوع کی جماعت باتداعی کی کراہت ایک قسم کی ہوئی اور جواب سوال سوم مین معلوم ہو چکا ہے کہ وتر کی جماعت، خارج رمضان، مکروہ تنزیہی ہے لہذا دیگر نماز نفل کی جماعت باتداعی بھی مکروہ تنزیہی ہوگی نہ تحریمی۔ ثالثاً فتح القدیر فصل فی قیام شهر رمضان جلد اول ص۴۰۹ مین ہدایہ جلد اول ص۱۳۱ کے اس قول (ولا یصلی الوتر بجماعة فی غیر شهر رمضان) علیه اجماع المسلمین کے تحت مین ہے۔ لانه نفل من وجه والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروهة فالاحتیاط ترکها فیه۔ انتهی۔ پس اگر مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد ہوتا تو فالاحتیاط الخ کی جگہ فالواجب الخ یا فلا بد من الخ۔ یا اس قسم کا کوئی دوسرا کلمہ ہوتا کیونکہ مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے۔ رد المحتار باب صفة الصلوٰة جلد اول ص۴۱۵ مین ہے اقول صرح العلامة ابن نجیم فی رسالته المؤلفة فی بیان المعاصی بان کل مکروه تحریما من الصغائر۔ انتهی۔ اسی لئے یہ موجب عقاب ہے۔ لہذا مکروہ تحریمی کا ترک واجب اور ضروری ہے۔ رابعاً زیادہ سے زیادہ اگر زور دیا جائیگا تو یہ کہا جائیگا کہ نماز نوافل مذکورہ سوال اول کے سوا دیگر نماز نفل کا تنہا تنہا پڑھنا سنت (غیر مؤکدہ) و مستحب ہے اور ترک سنت (غیر مؤکدہ) و مستحب سے کراہت تنزیہی ہوتی ہے نہ تحریمی۔ شامی حاشیہ درمختار مفسدات صلوٰۃ۔

۱۵ اختلاف الروایتین سے "شمس الائمہ حلوانی رہ کی روایت و دیگر مذکورہ روایت" مراد ہے۔ انشاء اللہ تعالی جواب سوال پنجم مین مسئلہ ہذا کی تحقیق آئیگی۔ فانتظرہ ۱۲

(ثم قال بعیدہ) لعدم التداعی وھو الاذان والاقامۃ - انتھی - ہمارے ان بعض فقہائے کرامؒ نے تداعی سے خاص اصطلاحی معنی (اذان واقامت) مراد لیا ہے اور اس اصطلاحی معنی کی، معنی لغوی کیساتھ مناسبت ظاہر ہے روایاتِ کتبِ فقہیۂ حنفیہ مذکورہ جواب ہذا سے امور ذیل معلوم ہوئے - (۱) اصل مسئلہ فقہ حنفی کا یہ ہے کہ "نماز نفل و تطوع کی جماعت، تداعی کے ساتھ مطلقاً مکروہ ہے اور بلا تداعی مطلقاً مکروہ نہیں ہے" (۲) نماز نفل و تطوع مذکورہ سوال اول کے سوا دیگر نماز نفل و تطوع کی جماعت جائز ہے - عام ازین کہ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی - (۳) تداعی کے معنی اس مقام پر کیا ہین - اسکے متعلق فقہائے کرامؒ مین اختلاف ہے اور اسی بنا پر اس مسئلہ مین فقہائے کرامؒ کی دو جماعتین ہین - (۴) ایک جماعت فقہائے کرامؒ کی جس نے تداعی کو معنی عام مراد لیا ہے یہ کہتی ہے کہ امام کے سوا اگر ایک مقتدی ہو یا دو، تو یہ جماعتِ نفل، بالاتفاق مکروہ نہیں ہے - اور اگر تین مقتدی ہون تو بعض فقہا کے نزدیک غیر مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ - اور اگر چار یا چار سے زائد مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروہ ہے - انتہیٰ - نماز جمعہ کی جماعت[۵۱] کے سوا دیگر نماز فرض و نفل کی جماعت کیلئے اقل تعداد، دو آدمیون کی ہے - (بشرطیکہ اُن مین صبی غیر عاقل کوئی نہو) کہ ایک آدمی امام ہو جائیگا اور ایک مقتدی[۵۲] - پس علاوہ امام کے اگر ایک مقتدی ہو، تو جماعت ہوگئی - عام ازین کہ وہ نماز فرض ہو یا نفل - تو فقہائے کرامؒ کی ایک جماعت کا باہم یہ اختلاف، کہ :-

> "جماعتِ نفل و تطوع مین مع امام کے دو آدمی ہون، یا تین، تو بالاتفاق غیر مکروہ ہے - اور چار ہون تو بعض فقہی روایت کی بنا پر مختلف فیہا ہے - اور شمس الائمہ حلوانی کی روایت فقہی کی بنا پر یہ صورت بھی بالاتفاق غیر مکروہ ہے اور پانچ ہون تو شمس الائمہ حلوانی کی روایت کی بنا پر مختلف فیہا ہے اور دیگر روایت کی بنا پر بالاتفاق مکروہ"

معلوم نہیں کس بنا پر ہے، اور جماعتِ نفل و تطوع کی بعض صورتون (کہ امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو یا دو) کی تخصیص و استثنا کی بنیاد کس دلیل پر ہے - عباراتِ کتبِ فقہ حنفی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے کرام کے نزدیک اسکی دلیل وہی حدیث ہے جو جواب سوال اول مین گزری کہ علاوہ نماز نوافل مذکورہ سوال اول کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

---

[۵۱] نماز جمعہ کی جماعت کیواسطے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اقل تعداد، امام کے سوا تین مقتدیون کی ہے - اور امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک، دو مقتدیون کی ہے - ہدایہ کتاب الجمعہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۹ مین ہے (ومن شرائطہا الجماعۃ) لان الجمعۃ مشتقۃ منہا (واقلہم عند ابی حنیفۃ ثلثۃ سوی الامام وقالا اثنان سواہ) قال والاصح ان ھذا قول ابی یوسف وحدہ - انتہیٰ۔ [۵۲] بحر الرائق باب الامامۃ جلد اول صفحہ ۳۶۶ مین ہے ولم یذکر المصنف نفیۃ احکامہا، ای الجماعۃ، فمنہا ان اقلہا اثنان واحد مع الامام فی غیر الجمعۃ لانہا ماخوذۃ من الاجتماع وھما اقل ما یتحقق بہما الاجتماع ولقولہ علیہ الصلوۃ والسلام الاثنان فما فوقہما جماعۃ وھو ضعیف کما فی شرح منیۃ المصلی وسواء کان ذلک الواحد رجلا او امرأۃ حرا او عبدا او صبیا یعقل ولا عبرۃ بغیر العاقل وفی السراج الوہاج لو حلف لا یصلی بجماعۃ وام صبیا یعقل حنث فی یمینہ - انتہیٰ

نقل ہے، خارج رمضان بجماعت، جائز بلا کراہت ہوئی تو نماز تہجد بجماعت بھی اسی بنا پر بلا کراہت جائز ہوئی۔ ونیز جواب سوال دوم صفحہ ۱۰ کے حاشیہ ۱ پر جو آیت شریفہ سورۂ تنزیل سجدہ کی مذکور ہے، اُس سے ونیز احادیث صحیحہ قولیہ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اواخر عمر شریف کے عمل سے نماز تہجد کے جوف لیل وا واخر شب میں پڑھنے کی فضیلت و استحباب ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اُن اوقات شب میں، جماعت تہجد، متعذر و دشوار تھی، اسلئے نماز تہجد کے حکم فرضیت کی نسخ کے بعد، تہجد کی نماز بجماعت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام سے ثابت نہین۔ نہ اسلئے کہ نماز تہجد جماعت کیساتھ غیر مشروع ہے۔ بلکہ فتح القدیر باب النوافل جلد اول ص۲۹۰ و ۲۹۱ کی اِس[۵۴] مقام کی پوری عبارت کو غور سے پڑھنا چاہیے۔ ثم ظاهر كلامه (اى شمس الائمة السرخسی رح) فی المبسوط ان منتهى تهجده صلے الله عليه وسلم ثمان ركعات واقله ركعتان فانه قال روى انه صلے الله عليه وسلم كان يصلى من الليل الخ۔ انتهى۔ اما عينه من منتهاه فموافق لحديث عائشة رضى الله عنها فى الكتب الستة الخ واما ما فى الستة عن عباس رض الخ وما فى ابى داؤد عن عبد الله بن قيس سألت عائشة الخ فرواية عائشة الاولى ترجح عليهما ترجيحا للرواية الثانية عنها فى الكتب الستة على الثابتة عنها فى ابى داؤد بمفرده وعلى حديث ابن عباس لانها اعلم بتهجده صلے الله عليه وسلم منه ومن جميع الناس وغاية ما حكاه هو ماشاهده فى ليلة فاذة وهى اعلم بما كان عليه فى عموم لياليه الى ان توفاه الله تعالى مع انه قد اختلف على ابن عباس الخ۔ انتهى۔ بعد ازان شرح المنیة الکبیر ص۳۹۲ فصل فی النوافل کی اس عبارت پر نظر کرنی چاہیے۔ والمراد بالوتر المجموع من صلوة الليل المختتمة بوتر فانهم كانوا يطلقون عليها اسم الوتر لان المجموع حينئذ فرد بل هذه الارادة ظاهرة من نفس الحديث فانه عليه الصلوة والسلام صلى بهم ثمان ركعات واوتر ثم تاخر فى القابلة يعنى عما فعله فى السابقة البتة وعلل تاخره عن ذلك بخشية ان يكتب الوتر فكان المراد بالوتر ظاهر الصلوة التى فعلت مختتمة بالوتر ويؤيده ما صرح به فى رواية البجلى لهذا الحديث من قوله خشيت ان تكتب عليكم صلوة الليل۔ انتهى۔ (اقول هذا ماخوذ من فتح القدیر ص۳۷۱ و ص۳۷۲ جلد اول باب الوتر ۱۲) پھر حضرۃ عائشہ رض کی اوس روایت کو جو صحیح بخاری وصحیح مسلم مین بروایت ابو سلمۃ بن عبد الرحمن رح مروی ہے انه سأل عائشة رض كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان فقالت ما كان يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة[۵۵]۔ الحدیث پیش نظر رکھکر خوب تدبر کیساتھ اس امر کو سوچنا چاہیے

---

۵۴ صحابۂ کرام رض کی دو جماعت تھی ایک جماعت، نصف اول شب مین نماز تہجد پڑھا کرتی تھی۔ اور دوسری جماعت نصف اخیر مین۔ فتح القدیر باب الاذان جلد اول ص۲۲۱ مین ہے۔ واما ان المراد بالاذان التسحير بناء على ان هذا انما كان فى رمضان كما قاله فى الامام فلذا قال فكلوا واشربوا والتذكير الذى يسمى فى هذا الزمان بالتسبيح ليوقظ النائم ويرجع القائم كما قيل ان الصحابة كانوا حزبين حزبا يتهجدون فى النصف الاول وحزبا فى الاخير وكان الفاصل عندهم آذان بلال" الخ ۱۲ ۵۵ اس مقام کی عبارت تقریبًا دو صفحے مین واقع ہے۔ مگر طوالت کے سبب پوری عبارت نقل نہین کی

جلد اول صفحہ ۲۶۵ مین ہے قلت ویعرف ایضاً بلا دلیل نہی خاص بان تضمن ترک واجب اوترک سنة فالاول مکروہ تحریماً والثانی تنزیہاً انتہیٰ - اور کراہت تنزیہی کا ترک اولیٰ و مستحب ہے ، واجب نہین ہے بحرالرائق کتاب الطہارۃ جلد اول مین ہے - وترک المکروہ کراھة تنزیہ مستحب، لا واجب الخ۔ اسی بنا پر ہے کہ مکروہ تنزیہی کا مرتکب، قابل عقاب و عتاب نہین - توضیح شرح التنقیح ص۲۵ مین ہے - فاعلم ان ما یاتی بہ المکلف اما واجب اومندوب اومباح اومکروہ کراھة تنزیہ اومکروہ کراھة تحریم او حرام فھٰذہ ستة اوجہ ثم لکل واحد طرفان طرف الفعل وطرف الترک ای عدم الفعل فصارت اثنی عشرۃ ففعل الواجب والمندوب مما یثاب علیہ وفعل الحرام والمکروہ تحریماً وترک الواجب مما یعاقب علیہ والباقی لا یثاب علیہ الخ۔ انتہیٰ اس عبارت سے تبصریح یہ بھی معلوم ہوا کہ فعل حرام و مکروہ تحریمی اور ترک واجب، موجب عقاب ہے -

جواب سوال پنجم

شیخ قاسم حنفی جو متاخرین علمائے مصر مین سے گذرے ہین اُن کا قول ما ثبت من السنہ مین ص۲۱۸ و ۲۱۹ مین وینبغی ان یصلوا (الست العشریة ۱۲) فرادیٰ لان التنفل بالجماعة فی غیرالتراویح مکروہ عندنا لکن اھل المدینة یصلونھا بالجماعة والتنفل بالجماعة لا یکرہ عندھم کے بعد اس طور پر مذکور ہے کہ (قال الشیخ قاسم الحنفی من متاخری علماء مصر) التنفل بالجماعة مکروہ لانہ لوکان مستحبا لکانت افضل کالمکتوبات ولوکانت افضل لکان المتہجدون والقائمون باللیل یجمعون فیصلون جماعة طلبا للفضیلة فلما لم یرو ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن اصحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین علم انہ لا فضل فی ذلک - انتہیٰ - نماز نوافل و تطوعات مندرجہ سوال اول کے علاوہ ، بالفرض والتسلیم اگر نماز تہجد کی جماعت مین استحباب فضیلت نہو تو اس سے کراہت کب لازم آگئی - کیونکہ عدم فضیلت کا سبب نفی سنیة ہے - اور یہ نفی سنیت مطلقاً ، کراہت کو مستلزم نہین بشرطیکہ عدم مواظبت ہو - علامۂ شامی حاشیۂ درمختار جلد اول ص۴۷۲ باب الوتر والنوافل مین فرماتے ہین - قلت ویؤیدہ ایضاً ما فی البدائع من قولہ ان الجماعة لیست بسنة الا فی قیام رمضان اھ - فان نفی السنیة لا یستلزم الکراھة نعم ان کان مع المواظبة کان بدعة فیکرہ الخ - بلکہ فتح القدیر جلد اول ص۴۰۹ فصل فی قیام رمضان کی وہ عبارت جو جواب سوال چہارم ص۱۵ سطر ۱۹ مین ابھی گزری ہے اسکے بعد ہی علامۂ ابن الہمام یہ فرماتے ہین - وفی بعض الحواشی قال بعضھم لوصلاھا بجماعة فی غیر رمضان لہ ذلک وعدم الجماعة فیھا فی غیر رمضان لیس لانہ غیر مشروع بل باعتبار انہ یستحب تاخیرھا الی وقت تتعذر فیہ الجماعة فان صح ھذا اقدح فی نقل الاجماع - انتہیٰ پس اِس روایت پر نماز وتر بجماعت ، خارج رمضان بھی ، بلا کراہت ، جائز ہوئی اور جب نماز وتر کہ بوجوہ چند

اس تحقیق حقیق کی بنا پر، احادیث صحیحہ مذکورہ مندرجہ جواب سوال اول و مسئلہ فقہی مین بالکل تطابق ہوجاتا ہے اور تعارض واختلاف بالکلیہ مندفع ہوکر مسئلہ صاف ہوجاتا ہے۔ ورنہ روایات احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ مین تعارض و اختلاف باقی رہجاتا ہے جس کا دفع ہونا ضروری ہے۔ پس جب تداعی سے معنی ثانی (اذان واقامۃ) مراد لیا جائے جیسا کہ بعض فقہاے کرامؒ نے مراد لیا ہے تو (۱) احادیث صحیحہ و کتب فقہیہ حنفیہ کی روایتون مین بالکل تطبیق ہوجاتی ہے۔ ونیز (۲) روایات فقہیہ کا باہم تعارض واختلاف دفع ہوجاتا ہے۔ اور (۳) احادیث صحیحہ سے نفل و تطوع کی جماعت، بلا تداعی کا جواز بلا کراہت، جو ثابت ہوتا ہے اُس سے بھی بلا دلیل (صارف) قوی، الگ ہونا نہین پڑتا ہے اور (۴) یہ مسئلہ (نماز تطوع و نفل کی جماعت، تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور بلا تداعی مکروہ نہین) جو اصل روایت فقہی، بطور اصل کلی ہے، اپنے صحیح معنی پر قائم رہجاتا ہے تخصیص و استثنا، توجیہ رکیک وتاویل بعید کی حاجت نہین رہتی ہے[۱]۔ انھین اُمور کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ شیخ محقق مفتی حنفی صاحب فتاوی حمادیہ[۲] نے اپنے

بقیہ صفحہ ۱۸۔ کتاب "المغرب" جلد اول مین ہے۔ والاذان الایذان وھو الاعلام ومنہ لاباس بالاذان للناس فی الجنازۃ۔ انتھی۔ پس وہ فقہاے کرامؒ جن کے نزدیک تداعی سے صرف اذان واقامۃ ہی مراد ہے، اُن کا مقصود اذان سے صرف الفاظ مخصوصہ ہی نہین ہین۔ نماز کسوف، نماز استسقا، نماز تراویح، وتر رمضان، تداعی کے ساتھ بجماعت، جائز بلا کراہت، و دیگر تطوع و نفل، تداعی کے ساتھ مکروہ بکراہت تنزیہی۔ اور بلا تداعی، غیر مکروہ۔ لیکن ان مذکورہ چار نماز نفل و تطوع و عیدین و جنازہ مین اذان با لفاظ مخصوصہ غیر مسنون ہے جس طرح کہ پانچ نماز فرض کے سوا تمام دیگر نمازون کیلئے غیر مسنون ہے۔ مگر دیگر تمام نمازون کے لیئے اذان بمعنی عام بھی غیر مسنون ہے۔ اور اُن مذکورہ چارون نفل و تطوع و عیدین و جنازہ کے واسطے باستثنائے الفاظ مخصوصہ، غیر ممنوع بلکہ ثابت۔ جن بعض فقہاے کرامؒ نے تداعی سے صرف اذان واقامۃ مراد لیا ہے، وہ بمقابلہ اُن معانی کے جو دیگر فقہاے کرامؒ نے مراد لیا ہے، اولیٰ و اقرب الی الفہم ہے، کیونکہ تداعی دعوۃ سے ماخوذ ہے۔ اور دعوۃ کے معنی پکارنا یا بلانا ہے۔ اقرب الموارد مین ہے۔ وفلانا ناداہ وصاح بہ۔ نہایہ ابن الاثیر مین ہے۔ وفی حدیث عمر کان یقدم الناس علی سابقتھم فی اعطیاتھم فاذا انتھت الدعوۃ الیہ کبر ای النداء والتسمیۃ وان یقال دونک یا امیر المومنین یقال دعوت زیدا اذا نادیتہ (ثم قال بعیدہ) وفیہ الخلافۃ فی قریش والحکم فی الانصار والدعوۃ فی الحبشۃ اراد بالدعوۃ الاذان کتاب المغرب مین ہے۔ دعوت فلانا نادیتہ وھو داع وھم دعاۃ وقول عمر انا بعثناک داعیا لا راعیا ای للاذان اعلام الناس (دعا فقال لا مولی)۔ تداعی کے معنی، دراصل بعض کا بعض کو پکارنا، بلانا، خبر کرنا ہے۔ اسکے سوا جسقدر بھی معانی ہین یا تو وہ معانی اصل معنی کو لازم ہین۔ یا عارض۔ کتب لغات مذکورہ کی وہ عبارتین جو جواب سوال چہارم حاشیہ صفحہ ۱۳ مین گذرین اُنپر ایک مرتبہ پھر نظر ثانی کرکے اس مضمون پر غور و تدبر کرنا چاہیئے تاکہ اصل حقیقت واضح ہوجائے۔ یہی سبب ہے کہ خاص لغت فقہ حنفی کتاب المغرب مین تداعی کے معنی صرف ان یدعو بعضھم بعضا (بعض کا بعض کو بلانا، پکارنا) بیان کیا۔ اور اذان سے (بوقت نماز) مؤذن کا نماز ہی کیطرف لوگون کو بلانا اور پکارنا شرعًا مقصود ہے، کہ لوگ نماز کیلئے مجتمع ہوجائین۔ چاہے لوگ بسبب غفلت و سستی یا بوجہ کسی عذر شرعی کے مجتمع ہون یا نہون اور علی ہذا القیاس اقامت کہ اس سے مقصود افتتاح نماز کا اعلام ہے۔ فتح القدیر باب صلوۃ الکسوف جلد دوم صفحہ ۲۷ مین ہے وینادی الصلوۃ جامعۃ لیجتمعوا ان لم یکونوا اجتمعوا۔ انتھی۔ پس چونکہ الفاظ مخصوصہ (اللہ اکبر) اور الصلوۃ جامعۃ، قامت الصلوۃ، الصلوۃ الصلوۃ، وامثالہا کیساتھ نماز کیطرف لوگون کو بلانا و پکارنا ہی مقصود ہوتا ہے اسلئے تداعی سے اذان واقامۃ ہی مراد لینا انسب و اولیٰ ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۱۹) [۱] (شرح معانی الآثار باب الوتر جلد اول صفحہ ۱۷۲ مین ہے۔ حدثنا ابن ابی داؤد ثنا یحیی بن سلیمن الجعفی انا ابن وھب اخبرنی عمرو عن ابن ابی ھلال عن ابن السباق عن المسور بن مخرمۃ قال دفنا ابا بکر لیلا فقال عمر انی لم اوتر فقام وصففنا ورائہ فصلی بنا

کہ خود ہمارے فقہائے احناف کرامؒ کی تحقیقات وعبارات سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ نماز تہجد کی فرضیت کے حکم کے نسخ کے بعد نماز تہجد کا جماعت کے ساتھ رمضان شریف مین دو تین شب پڑھنا ثابت ہوتا ہے یا نہین اور کیا یہی سبب نہین ہے کہ مروجہ نماز تراویح بیس رکعات کا (علاوہ تین رکعات وتر کے) صرف خلفائے راشدین ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہونا کتب فقہ حنفی سے ظاہر نہین ہوتا ہے؟

پس فتاوی حمادیہ کتاب الصلوٰۃ مین اُس عبارت کے بعد جو جواب سوال چہارم صفحہ ۱۴ سطر ۱۳ مین تداعی کے بیان مین گذری، یہ فیصلہ کن عبارت ذیل بھی موجود ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز تہجد بجماعت بلا اذان واقامت، جائز بلا کراہت ہے۔

قال الجامع عصمه الله تعالے۔ ذکر اولاً ما هو اصل الرواية ثم ذکر ما روی عن شمس الائمة الحلوانی فباطلاق اصل الرواية لا يکره التطوع بالجماعة مطلقا اذا صلوا بغير اذان واقامة لعدم التداعی وهو الاذان والاقامة وهٰذا اصرح فی شرح الکافی حيث قال انه انما يکره التطوع بجماعة اذا صلوها علی وجه يستدعی الناس اليها بجماعة کما يدعی الی المکتوبة بالاذان والاقامة ايده ما ذکره فی الفتاوی الظهيرية فی باب الاذان فی مسئلة تکرار الجماعة فی المسجد عند محمدؒ اذا اذنوا واقاموا علٰی وجه التداعی خفية لا باس به۔ انتهٰی

(اس فتاوی حمادیہ کے) جامع (شیخ ابو الفتح رکن بن حسام مفتی ناگوری) عصمہ اللہ تعالےٰ نے اولاً اصل روایت (صدر شہید) کو ذکر کیا بعد ازان شمس الائمۃ الحلوانی رح کی روایت کو ذکر کیا۔ پس اصل روایت کے اطلاق سے ثابت ہوا کہ نماز تطوع (ونفل) باجماعت، مطلقاً جائز بلا کراہت ہے۔ بشرطیکہ لوگ بلا اذان واقامت پڑھین۔ کیونکہ اس صورت مین تداعی کہ وہ اذان واقامت ہی ہے[1] پائی نہین گئی اور اسی بنا پر شرح کافی مین تصریح ہے کہ نماز تطوع باجماعت اُس صورت مین مکروہ ہے کہ لوگ اُسکو اس طور پر پڑھین کہ جسکے ذریعہ لوگون کا بلاوا نماز تطوع باجماعت کیطرف ہوتا ہو۔ جیسا کہ اذان واقامۃ کے ذریعہ فرض نماز کی طرف لوگون کا بلاوا ہوتا ہے۔ اسکی تایید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو فتاوی ظہیریہ کے باب الاذان تکرار الجماعت فی المسجد مین مذکور ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک یہ ہے کہ جماعت ثانیہ اِس طور پر پڑھنے مین کوئی حرج نہین کہ اذان واقامت بالکل آہستہ کہی جائے نہ بلند آواز ی کے ساتھ (کہ اذان واقامۃ علی وجہ الاعلان تداعی ہے)

[1] اقول اس مقام پر "اذان" سے بالخصوص وہ الفاظ مخصوصہ (اللہ اکبر الخ) ہی مقصود نہین ہین بلکہ ہر ایسے الفاظ جن سے اعلام صلوٰۃ حاصل ہو جائے۔ عام ازین کہ وہ الفاظ مخصوصہ (اللہ اکبر الخ) ہون یا الصلوٰۃ جامعۃ، قامت الصلاۃ، الصّلوٰۃ الصّلوٰۃ، یا ان کے مانند دیگر الفاظ ہون۔ کفایہ شرح ہدایہ للعلامۃ جلال الدین الخوارزمی الکرلانی الحنفی رح مطبوعہ مصر باب الوتر جلد اول ص۳۶۶ مین ہے فان قيل الواجب ايضا بهذا المثابة کصلوٰة العيد قلنا لا نسلم بانه لا اذان فی صلوٰة العيد بل قولهم الصّلوٰة يرحمك الله اذان واعلام انتهٰی۔ کتاب المغرب

الجماعة باقتداء المتنفل بالمفترض لان الصبي متنفل ولما رحكم اقتداء المتنفل بمثله هل يزيد ثوابه على المنفرد فليراجع قلت الظاهر نعم ان لم يكن على سبيل التداعي لحديث الصحيحين "عن انس ان جدته مليكة دعت رسول الله صلى الله عليه وسلم لطعام صنعته له فاكل منه ثم قال قوموا لاصلي بكم فقمت الى حصير لنا قد اسود من طول ما لبث فنضحته بماء فقام عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وصففت انا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا فصلى بنا ركعتين ثم انصرف" فلو لم يكن الاقتداء افضل لما امرهم به تأمل - انتهى - پس جب اصل تطوع منہ کے اعتبار سے جماعت تطوع بلا تداعی میں ازدیاد ثواب ہو تو نماز تطوع کی جماعت بلا تداعی کی فضیلت ثابت ہوئی نہ عدم فضیلت - امر دوم کے آخری مضمون (کراہت پچھلے مقتدیوں پر ہے) کی تردید اولاً وہ احادیث صحیحہ کر رہی ہیں جو جواب سوال اول میں مذکور ہوئیں - دنیز حضرۃ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ جو بحوالہ شرح معانی الآثار ابھی سطور بالا میں مذکور ہوا - ثانیاً علاوہ امام کے جب ایک مقتدی ہو یا دو، تو جماعت ہو جاتی ہے (الا الجمعة وما مثلها كما مر) اور ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ امر دوم میں، کراہت تنزیہی کا تعلق جب نہ امام کے ساتھ ہوا اور نہ ان دو یا ایک مقتدی کے ساتھ، تو یہ جماعت نماز تطوع مکروہ نہ ہوئی اب جبکہ پچھلے آنیوالے مقتدی، کراہت (تنزیہی) کے مرتکب ہیں تو غایۃ ما فی الباب ان مقتدیوں کی نماز مکروہ ہوئی - لیکن اگر تداعی سے معنی اول مراد لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ یہ جماعت مذکورہ مکروہ (بکراہت تنزیہی) ہو، حالانکہ انھیں مذکورہ عبارتوں (رد المحتار فصل فی القراءۃ ص۵۵ و باب الوتر والنوافل ص۱۱ و ص۲۲) سے اس طریقہ کی جماعت تطوع و نفل کی عدم کراہت ثابت ہوتی ہے - پس اگر تداعی سے معنی ثانی (اذان و اقامت) مراد لیا جائے جیسا کہ ہمارے بعض فقہاء کرام نے مراد لیا ہے تو یہ اور اس قسم کے سارے خدشات دفع ہو جاتے ہیں اور اختلاف و تعارض سے بھی نجات ہو جاتی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۲۰) ۵۱ شامی حاشیہ درمختار باب الوتر والنوافل جلد اول ص۶۶ میں ہے اقول الظاهر ان حديث الطبراني الاول بيان لكون وقته بعد صلوة العشاء حتى لو نام ثم تطوع قبلها لا يحصل السنة فيكون حديث الطبراني الثاني مفسرا للاول وهو اولى من اثبات التعارض والترجيح لان فيه ترك العمل باحدهما ولانه يكون جاريا على الاصطلاح ولانه المفهوم من اطلاق الآيات والاحاديث ولان التهجد ازالة النوم بتكلف مثل تأثم اي تحفظ عن الاثم نعم صلوة الليل وقيام الليل اعم من التهجد وبه يجاب عما اورد على قول الامام احمد (اي قيام الليل من المغرب الى طلوع الفجر) هذا ما ظهر لي والله اعلم - انتهى - ۵۲ فقہائے کرام کبھی تداعی و عدم تداعی کی بحث اور کبھی مواظبت و عدم مواظبت کی بحث، کراہت و عدم کراہت کے موقع پر ذکر فرماتے ہیں - نماز تہجد کی جماعت مذکورہ، تداعی (بمعنی ثانی) سے خالی ہے - اور مواظبت سے بھی تداعی سے خالی ہونا ظاہر ہے - اور مواظبت سے خلو اسلئے ہے کہ ایسی نماز تطوع و نفل، جسکے لئے نہ تو کوئی خاص ماہ متعین ہو (جیسے نماز تراویح) اور نہ کوئی خاص دن (جیسے نماز کسوف شمس) اور نہ کوئی خاص رات (جیسے نماز خسوف قمر) بلکہ سال بھر کی ہر اک رات (جیسے نماز تہجد) تو اگر یہ نماز تطوع و نفل، سال بھر جماعت کیساتھ نہ ادا کیجائے بلکہ صرف رمضان شریف میں، بلا تداعی باجماعت ادا کیجائے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں نہ تداعی پائی گئی نہ مواظبت - جس طرح کہ مثلاً نماز مغرب یا عشاء کو سال بھر کوئی شخص جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے بلکہ صرف رمضان شریف میں مثلاً بجماعت پڑھا کرے تو عرف عام و شرع، دونوں کے ہی اعتبار سے یہ شخص نماز مغرب یا عشاء کی جماعت پر ہرگز مواظب قرار پائیگا

ومن ادعى خلافه فعليه البيان

فتاوی مین اصل مسئلہ کو تحقیق کیساتھ بیان فرماکر اس بحث کو صاف کردیا۔

نماز تہجد کا وقت، بعد نمازِ عشا، سال کے بارہ مہینے کی ہر ایک رات مین ہے۔ اگر کوئی شخص نمازِ تہجد، بلاتداعی (بمعنی ثانی) بماہِ رمضان مثلاً اس طور پر پندرہ بیس روز، یا پورے ماہ، ادا کرے کہ اسے دیکھکر یا اُسکی حالت معلوم کرکے ایک یا دو تین یا چار، سو یا ہزار آدمی خود بخود اس شخص کے ساتھ تہجد کی نماز مین شریک ہوجائین تو اس جماعتِ تہجد کے جواز بلاکراہت مین دلائل حقہ (روایاتِ احادیث وفقہ) مفصلہ مذکورہ کی بنا پر کوئی شبہ نہین رہتا۔ کما لا یخفی علی ارباب الفقہ فہذہ الاجوبۃ (عن المسائل المذکورۃ) عندی وفوق کل ذی علم علیم وما ابرّئ نفسی من صفۃ الخطاء والزلۃ والسہو والنسیان وکیف، لان السلامۃ منہا من صفات اللہ رب العٰلمین فمن رأی فی ہٰذہ الاجوبۃ معنزا وینبھنی الیہ کنت لہ من الشاکرین۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ

ابوالطاہر ظہور احمد البہاری الدربھنگوی الرسولپوری کان اللہ تعالیٰ لہ

یوم الاثنین ۷ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ

(بقیہ صفحہ ۱۹) ثلث رکعات لم یسلم الا فی آخرھن انتہی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرۃ عمر فاروق رض نے صحابہ کرام رض کی ایک جماعت کیساتھ نماز وتر کہ بوجوہ چند تطوع ونفل ہے (فتح القدیر جلد اول ص۴۰۹ وشرح المنیۃ الکبیر ص۴۰۲ ومنحۃ الخالق جلد ۲ ص۵۶) خارج رمضان، بلاتداعی پڑھی اور کسی صحابی رض نے اسپر اعتراض یا اسکے ساتھ اختلاف نہین کیا۔ پس اگر اُس اصل روایت فقہی مین تداعی سے معنی اول مراد لیا جائے تو اس تقدیر پر لازم آئیگا کہ حضرۃ عمر فاروق مع جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ایک فعل مکروہ کے مرتکب ہوئے۔ امام شیخ ابوالحسن قدوری حنفی رح سے لایکرہ (عدم کراہت) کی بھی روایت موجود ہے (فتاوی بزازیہ جلد اول ص۵۶ وبحر الرائق جلد اول ص۳۶۶ ورد المحتار جلد اول ص۴۷۲) اور حلیہ نے اس عدم کراہت کی روایت فقہیہ کی تائید، شرح معانی الآثار کی روایت مذکورہ سے کی ہے اور روایت فقہیہ مذکورہ لایکرہ (عدم کراہت) در روایت دیگر یکرہ (کراہت) کے اختلاف وتعارض کو احیاناً اور مواظبۃ کیساتھ توجیہ وتاویل کرکے، دفع کرنیکی کوشش کی ہے (رد المحتار جلد اول ص۵۵۲ وص۴۷۲) لیکن چونکہ اصل روایت فقہیہ (نماز تطوع ونفل کی جماعت، تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور بلاتداعی مکروہ نہین) مین نماز تطوع کی جماعت کی کراہت وعدم کراہت کی بنیاد، صرف تداعی اور عدم تداعی پر ہے لہذا احیاناً اور مواظبۃ کی توجیہ کے ساتھ ان دونون روایات فقہیہ (یکرہ اور لایکرہ) کا تعارض، دفع نہین ہوتا۔ ہان اگر تداعی بمعنی ثانی مراد لیکر اس طرح توجیہ کیجائے کہ یکرہ ای علی سبیل التداعی ولایکرہ ای بدونہ تو بلا تکلف اختلاف وتعارض، دفع ہوجاتا ہے۔ (۲) رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ جلد اول ص۵۵۶ مین ہے۔ وسیذکر فی باب الوتر عند ذکر الجماعۃ فی التطوع علی سبیل التداعی انہ لاکراھۃ علی الامام لو لم ینو الامامۃ فاذا کان کذلک فکیف تلزمہ احکام الامامۃ بدون التزام فافہم۔ انتہی۔ اور باب الوتر والنوافل جلد اول ص۴۷۱ وص۴۷۲ مین درمختار کے اس قول (ولایصلی الوتر) لا (التطوع بجماعۃ خارج رمضان) ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر کے تحت مین ہے (قولہ اربعۃ بواحد) اما اقتداء واحد بواحد او اثنین بواحد فلایکرہ وثلثۃ بواحد فیہ خلاف بحر عن الکافی وھل یحصل بھذا الاقتداء فضیلۃ الجماعۃ ظاہر ما قدمناہ من ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ یفید عدمہ تامل بقی لو اقتدی بہ واحد او اثنان ثم جاءت جماعۃ اقتدوا بہ قال الرحمتی ینبغی ان تکون الکراھۃ علی المتاخرین ھ قلت وھذا کلہ لو کان الکل متنفلین اما لو اقتدی متنفلون بمفترض فلاکراھۃ۔ انتہی۔ ان عبارات سے منجملہ دیگر امور کے یہ دو امور بھی ظاہر ہوتے ہین" اول عدم فضیلت جماعت نمازِ تطوع۔ دوم اگر امام، مقتدیون کی امامت کی نیت نہین کرے تو کراہت (تنزیہی) کا مرتکب نہ امام ہوا اور نہ وہ ایک یا دو مقتدی، جنھون نے امام کے ساتھ، ابتداء سے اقتدا کی۔ بلکہ کراہت (تنزیہی) کے مرتکب وہ سب مقتدی ہوئے جو اس ایک، دو مقتدی کے بعد آکر اس نماز تطوع کی جماعت مین ملے" لیکن امر اول کی تردید، حضرۃ ملیکہ رض کی روایت (مذکورہ جواب سوال اول) کی بنا پر ردالمحتار باب الامامۃ جلد اول ص۵۷۸ مین درمختار کے اس قول (واقلھا اثنان) واحد مع الامام ولو ممیزا کے تحت میں قال ط ویؤخذ منہ انہ یحصل ثواب

اعلان

اس رسالہ کے متعلق مختصراً صرف اسی قدر گذارش ہے کہ ۔ لا یدرک الواصف المطری خصائصہ
وان یک سابقاً فی کل ما وصفا ۔ دیکھنے کے بعد خود ہی معلوم ہوجائیگا کہ اس رسالہ مین محدثانہ وفقیہانہ انداز
پر کسقدر محققانہ مضامین دقیقہ و مباحث کثیرہ عظیمہ مذکور ہین ۔ سچی بات تو یہ ہے کہ :۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید!"

بلا شبہ یہ رسالہ خصوصاً حضرات علما و متعلمین کیواسطے بانتہا مفید اور قابل مطالعہ ہے اور دیگر عام مسلمانون کیلئے
بھی نفع سے خالی نہین ۔ باوجود ان سب باتون کے اصلی لاگت کے اعتبار سے قیمت مختصر رکھی گئی یعنی تین آنے ۳
التصحیحۃ ، اس رسالہ کو حضرت مولف ممدوح نے ۱۳۳۳ھ ہجری مین لکھا تھا نہایت قابل دید مجموعہ ہے
حجم ۲۸ صفحہ تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت صرف دو آنے

معذرت

مجھکو نہایت ہی افسوس کیساتھ اس امر کا ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ رسالہ میرے اہتمام سے بغرض طباعت
کمالی پریس ۲۲ اسمٰعیل مدن لین ۔ کلکتہ مین ۱۵ ماہ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۰ ماہ مئی ۱۹۲۴ء کو دیا گیا تھا لیکن
قبل سے دیگر کتابون کے سلسلۂ اشاعت ، و کثرت کار کیوجہ سے پریس فارغ نہ تھا و نیز مالک مطبع کی چند روزہ علالت
اور امسال کلکتہ کی غیر معمولی شدت حرارت و بعض دیگر وجوہ سے اس رسالہ کی طبع و اشاعت مین امید سے زیادہ
تاخیر ہوگئی ۔ امید کہ ناظرین معاف فرمائین گے ۔ اور یہ دونون رسالے جسقدر مطلوب ہون مجھ سے طلب فرمائینگے

المعلن

محمد بشیر حسن منیجر دکان کتب حاجی محمد سعید مرحوم زیر مسافرخانہ نمبر ۱ لوئر چیت پور روڈ ۔ کلکتہ